ماھنامہ

انوار مدینہ

شمارہ : ۷	شعبان المعظم ۱۴۳۲ھ / جولائی ۲۰۱۱ء	جلد : ۱۹

سیّد محمود میاں	سیّد مسعود میاں
مُدیر اعلیٰ	نائب مُدیر

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ ۱۷ روپے......... سالانہ ۲۰۰ روپے

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات..... سالانہ ۷۵ ریال

بھارت، بنگلہ دیش .... سالانہ ۲۰ امریکی ڈالر

برطانیہ، افریقہ .... سالانہ ۲۰ ڈالر

اَمریکہ .... سالانہ ۲۵ ڈالر

جامعہ مدنیہ جدید کا اِی میل ایڈریس

E-mail: jmj786_56@hotmail.com

fatwa_abdulwahid1@hotmail.com

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

دفتر "انوارِ مدینہ" نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

اکاؤنٹ نمبر انوارِ مدینہ 2-7914 (0954) MCB

رابطہ نمبر: 042-37726702,03334249302

جامعہ مدنیہ جدید : 042 - 35330311

خانقاہِ حامدیہ : 042 - 35330310

فون/فیکس : 042 - 37703662

رہائش "بیت الحمد" : 042 - 36152120

موبائل : 0333 - 4249301

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع وناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر

دفتر ماہنامہ "انوارِ مدینہ" نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۳
درسِ حدیث	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۵
نفاذِ شریعت کا سیدھا راستہ	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۱۵
اَنفاسِ قدسیہ	حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ	۱۹
تربیتِ اَولاد	حضرت مولانا محمد اَشرف علی صاحب تھانویؒ	۲۵
حضرت اِمام حسین بن علی رضی اللہ عنہما	حضرت مولانا شاہ معین الدین صاحب ندویؒ	۲۸
تقریبِ ختم بخاری شریف کی مختصر رُوداد		۳۲
سالانہ اِمتحانی نتائج دورۂ حدیث شریف		۳۳
شبِ براءت............فضائل و مسائل	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۴۰
حضرت مولانا قاری شریف اَحمد صاحبؒ	جناب مولانا حافظ تنویر اَحمد صاحب شریفی	۴۵
رمضان المبارک کی عظیم الشان فضیلتیں.....	جناب مولانا مفتی محمد رضوان صاحب	۵۰
اِنسدادِ توہینِ رسالت قانون سے متعلق....	جناب مولانا قاری محمد حنیف صاحب جالندھری	۵۶
دینی مسائل		۶۰
اخبار الجامعہ		۶۲

خوشخبری

آپ ماہنامہ اَنوارِ مدینہ اِنٹرنیٹ پر مندرجہ ذیل لنک پر بھی پڑھ سکتے ہیں

http://www.scribd.com/anwaremadina

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّابَعْدُ!

۲۵ رجون کی بات ہے جامعہ مدنیہ جدید کے اُستاذ الحدیث حضرت مولانا اَمان اللہ خان صاحب کے نوجوان بیٹے کی ناگہانی وفات پر تعزیت کی غرض سے اَٹک جانا ہوا وہاں سے واپسی پر حویلیاں ایک ضروری کام کی غرض سے جانا پڑا۔ ۲۶ رتاریخ کی صبح میزبان کے ہمراہ اَیبٹ آباد آئے، سی این جی نظام میں خرابی کی وجہ سے ہماری گاڑی وہیں کی وَرکشاپ میں ٹھیک کی جارہی تھی۔

شہید اُسامہ بن لادِن کے حوالہ سے اَیبٹ آباد کا بلال ٹاؤن تا حال موضوعِ سخن بنا ہوا ہے۔ ہمارا گزر اُس کے قریب سے ہوا تو ہمارے میزبان نے گاڑی بلال ٹاؤن کی طرف موڑتے ہوئے کہا کہ یہ ہے بلال ٹاؤن، تنگ سی سڑک پر ٹریفک رُکا ہوا تھا بلال ٹاؤن کے اَندر سے آنے والی ایک بس کی وجہ سے راستہ تنگ پڑ گیا تھا ہمارے میزبان کو گاڑی پیچھے کرنی پڑی تو بس بھی آگے بڑھ آئی جوں ہی ہمارے قریب آئی تو اُس میں اَنگریز سیاح مرد وعورتیں سوار کیمرے ہاتھوں میں تھامے بس کی کھڑکیوں سے باہر بظاہر غیر ضروری اَور بے ہنگم آبادی کی تصویر کشی کرتے ہوئے ہمارے پاس سے گزر گئے۔ ہم نے پوچھا یہ کہاں سے آرہے ہیں تو پتہ چلا کہ اَمریکہ بہادر کی ''جعلی مہم کشی'' کے مقام کی سیاحت کے لیے آج کل دُنیا بھر سے سیاح

جوق دَر جوق چلے آرہے ہیں اَور ''جعلی مقابلہ'' کی جگہ کی تصویریں اُتار اُتار کر دُنیا کے یہ نام نہاد سیانے بڑے فاتحانہ اَنداز میں اپنے اپنے دیس واپس ہوتے ہیں۔

خیر ہماری سواری کبھی تنگ کبھی کشادہ سی گلیوں میں دائیں بائیں ہوتی ہوئی آگے بڑھتی رہی ایک مقام پر دو پولیس والے نظر آئے جو تپائیوں پر بیٹھے آپس میں گپ شپ بھی کر رہے تھے اَور نظر بھی رکھے ہوئے تھے کچھ اَور آگے گئے تو چند فوجی نظر آئے جنہوں نے بائیں طرف ایک تنگ راستہ پر رُکاوٹیں کھڑی کی ہوئی تھیں راستہ کے بالکل سامنے ہمارے میزبان نے گاڑی کھڑی کی اَور اِشارہ کرتے ہوئے بتلایا کہ وہ سامنے تقریبًا سو گز کے فاصلہ پر جو مکان نظر آرہا ہے یہی وہ جگہ ہے جس کو شہید اُسامہ کی رہائشگاہ کا نام دیا گیا ہے ہمیں دیکھ کر ایک فوجی مستعد ہو کر کھڑا ہو گیا اَور دُور سے ہمیں تکتا رہا۔ میں نے پوچھا گاڑی آگے نہیں جا سکتی تو میزبان نے کہا کہ نہیں صرف وہ لوگ یہاں سے آگے شناخت کے بعد جا سکتے ہیں جن کی رہائشگاہیں اِس کے اَندر ہے باقی غیر ملکی اَنگریز سیاح تو بطورِ خاص رہائشگاہ کے اَندر جا کر تصویریں بھی بناتے ہیں اَور خوشیاں بھی مناتے ہیں۔

مگر یہ جان کر بہت حیرت ہوئی کہ ہم جو کہ اِس ملک کے باسی بھی ہیں اَور خیر خواہ بھی اَندر نہیں جا سکتے مگر اِسلام اَور مسلمانوں کے دُشمن جو کہ دَر حقیقت سیاحوں کے رُوپ میں جاسوس ہوتے ہیں بڑے کرّ وفرّ کے ساتھ آجا سکتے ہیں۔

اپنی قوم کے ساتھ اِس اِمتیاز کے پیچھے کیا حکمتیں اَور کون سے ملکی مفادات پوشیدہ ہیں ہماری ناقص فہم اِس کے اِدراک سے عاجز ہے سوائے اِس کے اَور کیا کہا جا سکتا ہے کہ ع

اِس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

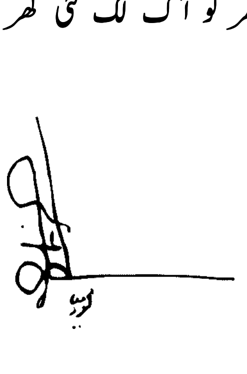

مولای صل وسلم دائما ابدا درسِ حدیث علی حبیبک خیر الخلق کلہم

حضرتِ اقدس پیر و مرشد مولانا سید حامد میاں صاحب ؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔ اَللّٰہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اِس فیض کو تاقیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

میری اُمت کی مثال بارش یا باغ جیسی ہے

چاروں اِماموں میں صرف اِمام اَبوحنیفہ ؒ کو تابعی ہونے کا شرف حاصل ہے

حنفیوں سے زیادہ شافعی حضرات نے اِمام اَبوحنیفہ ؒ کی تعریف کی ہے

رِیاء کار اِتباعِ سنت نہیں کرسکتا

﴿ تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 66 سائیڈ A 1987 - 02 - 27)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

جنابِ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ میری اُمت کی مثال ایسی ہے جیسے بارش، بارش کے بارے میں یہ نہیں کہا جاتا کہ اِس کا پہلا حصہ جو تھا وہ اَچھا تھا اَور بعد کا حصہ جو بارش کا ہے وہ اچھا نہیں ہے یا یہ کہ بارش کا پہلا حصہ اچھا نہیں تھا اَور آخری حصہ اچھا ہے تو میری اُمت کی مثال ایسی ہے جیسے بارش ہو۔ بارش جب ہوتی ہے تو یہی دیکھا جاتا ہے کہ تھوڑی ہوئی تو کوئی فائدہ نہیں ہوا اَور خوب ہوگئی اچھی طرح تو فصلیں پیدا ہوجاتی ہیں تو کہا جائے گا کہ مفید رہی تو اَوّل اَور درمیانی یا آخری حصہ کو نہیں دیکھا جاتا ہے بلکہ یہ کہا جاتا ہے کہ یہ بارش اچھی تھی برموقع ہوئی اِسی طرح میری اُمت کی مثال ہے کہ میں یہ نہیں کہتا کہ بعد میں آنے والے جو ہیں وہ اَچھے نہیں ہوں گے بعد میں آنے والے بھی بہت اچھے ہوں گے اَور نبی علیہ الصلوة والسلام سے قرب اُن کو حاصل ہوگا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ملتی ہے اِس طرح کی اِمام جعفر صادق رحمہ اللہ تعالیٰ گزرے ہیں اُنہوں نے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اِنَّمَا مَثَلُ اُمَّتِیْ مَثَلُ الْغَیْثِ میری اُمت کی مثال بارش کی طرح ہے لَا یُدْرٰی آخِرُہٗ خَیْرٌ اَمْ اَوَّلُہٗ یہ نہیں جانا جاسکتا کہ اِس کا شروع کا حصہ بہتر تھا یا بعد کا حصہ بہتر ہے اَوْ کَحَدِیْقَةٍ یا مثال دُوسری سمجھ لیں باغ جیسی اُطْعِمَ مِنْھَا فَوْجٌ عَامًّا ثُمَّ اُطْعِمَ مِنْھَا فَوْجٌ عَامًّا اُس سے ایک گروہ کو ایک وقت پھل ملے پھر اَور گروہ آگیا اُس کو مل گئے لَعَلَّ اٰخِرَھَا فَوْجًا اَنْ یَّکُوْنَ اَعْرَضَھَا عَرَضًا وَّاَعْمَقَھَا عُمُقًا ممکن ہے کہ آخر میں آنے والے زیادہ گہرائی تک پہنچ سکیں اَور زیادہ چوڑائی میں بھی ہوں اُن کے علوم میں گہرائی اَور پھیلاؤ زیادہ ہو وَاَحْسَنَھَا حُسْنًا دیکھنے میں بھی وہ خوشنما ہوں اِرشاد فرمایا کَیْفَ تَھْلِکُ اُمَّةٌ وہ اُمت کیسے برباد ہوسکتی ہے اَنَا اَوَّلُھَا کہ شروع میں اُس کے میں ہوں وَالْمَھْدِیُّ وَسْطُھَا اَور مہدی علیہ السلام درمیان میں ہوں وَالْمَسِیْحُ اٰخِرُھَا اَور حضرت مسیح علیہ السلام اُس کے آخر میں آنے والے ہوں تو اَنبیاء کرام اَور مہدی اِس طرح کے حضرات جس اُمت کو میسر ہوں تو کیسے برباد ہوگی۔ لیکن اِرشاد فرمایا وَلٰکِنْ بَیْنَ ذَالِکَ فَیْجٌ اَعْوَجُ اِس درمیان میں ایک فیج یعنی گروہ، فوج گروہ کو بھی کہتے ہیں وَرَأَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا ۔ اَفواجا کا مطلب گروہ در گروہ ہمارے یہاں اُردو میں ''فوج'' عسکر کے معنی میں بولنے لگے فوج کو فوج جو کہا جاتا ہے یہ اُردو کا اِستعمال ہے تو فَیْجٌ اَعْوَجُ کج رَو، گروہ کے گروہ ہوں گے لَیْسُوْا مِنِّیْ وَلَا اَنَا مِنْھُمْ [1] نہ وہ میرے ہیں نہ میں اُن کا ہوں۔

آپ ﷺ کے اِرشاد کا مطلب :

رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے اِرشاد کا مطلب علماء نے جو سمجھا ہے اُس میں اُنہوں نے یہ دیکھا ہے کہ صحابہ کرامؓ کا درجہ تو سب سے اُوپر ہے اُن کے درجہ کو تو کوئی اَور پہنچتا نہیں ہے کیونکہ اُن کی جو فضیلت ہے وہ حدیثوں میں بڑی وضاحت سے اَلگ آئی ہے اُن کے بارے میں تو سب کا اِتفاق ہے کہ سارے کے سارے صحابہ کرامؓ رسول اللہ ﷺ کی حالتِ اِیمان میں زیارت کرنے والے لوگ چاہے تھوڑی دیر کے لیے زیارت کی ہو وہ سب سے اَفضل ہیں اُن کے درجہ کو کوئی وَلی نہیں پہنچ سکتا اَور بعد کے آنے

[1] مشکوٰۃ شریف ص ۵۸۳

والے ''صدیق'' (بھی) نہیں پہنچ سکتے اَور یہ جو اِرشادات ہیں یہ خوشخبریاں ہیں بعد والوں کے لیے بھی۔

صحابہ کرامؓ کے بعد تابعین کا درجہ اَور اِمام اَبوحنیفہ ؒ :

اُن کے بعد درجہ ہے تابعینؒ کا جو صحابہ کرام کو دیکھنے کی سعادت سے مشرف ہوئے اِمامِ اعظم اَبوحنیفہ رحمة اللہ علیہ کو چاروں اِماموں میں یہ شرف حاصل ہے کہ اُنہوں نے حضرت اَنس رضی اللہ عنہ کو توبالاتفاق دیکھا ہے باقی اُن کی جس وقت پیدائش ہوئی اَور جس وقت اُنہوں نے ہوش سنبھالا اَور بڑے ہوئے اُس وقت صحابہ کرامؓ میں کافی حضرات زندہ تھے اُن کی روایات جو صحابہ کرامؓ سے منقول ہیں وہ بھی بہت بنتی ہیں اُنیس بیس یا اِکیس روایتیں تقریبًا بن جاتی ہیں جو صحابہ کرامؓ سے ہیں اُن کی منقول۔

اَحناف سے زیادہ شافعی حضرات نے اِمام اَبوحنیفہ ؒ کی تعریفیں لکھیں :

اَور عجیب بات یہ کہ حنفیوں نے جتنی تعریف اِمام صاحبؒ کی لکھی ہوگی اُس سے زیادہ ہی شافعی حضرات نے لکھی ہیں۔ جلال الدین سیوطی رحمة اللہ علیہ بزرگ گزرے ہیں اُنہوں نے بہت کتابیں لکھیں بہت فنون میں لکھی ہیں اَور بڑی بڑی قیمتی کتابیں، تفسیر میں اُن کی کتاب مشہور ہے ''دُرِ منثور'' اِس کے علاوہ ''جلالین'' بھی پڑھائی جاتی ہے اُس میں ایک حصہ اُن کا ہے یہ سب مدرسوں میں پڑھائی جاتی ہے تفسیر کی کتاب ہے، حدیث میں بھی اُنہوں نے بہت کتابیں لکھی ہیں ''جمع الجوامع'' وغیرہ وغیرہ بہرحال اُمت کے معروف ترین لوگوں میں جلال الدین سیوطیؒ بنتے ہیں۔ اَور ایسے لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے ایسی تصانیف کی ہیں کہ جس کو ساری اُمت نے قبول کیا ہے اُن کو اللہ نے رُوحانیت سے نوازا تھا اُن کے اَوقات میں برکات تھیں جو اِتنی بڑی چیزیں مشکل چیزیں وہ لکھ گئے وہ ہیں شافعی مسلک کے، مقلد اِمام شافعی کے ہیں تاریخ لکھ رہے ہیں اِمام صاحبؒ کی، اُنہوں نے باقاعدہ ایک رسالہ لکھا ہے جو عربی میں ہے وہ موجود ہے اُس میں اِمام صاحبؒ کی وہ سب روایتیں جو صحابہ کرامؓ سے ہوسکتی تھیں وہ اُنہوں نے نقل کی ہیں۔

علامہ سیوطی ؒ کا رُوحانی مقام اَور کرامات :

یہ کہا جاسکتا ہے کہ جلال الدین سیوطی رحمة اللہ علیہ کی باتوں کو جو حدیث کے بارے میں ہیں اُن کو ایک طرح کی رُوحانی تصدیق حاصل ہے۔ وہ بڑے صاحبِ رُوحانیت تھے اُن کے حالات میں لکھتے ہیں کہ وہ

فرماتے ہیں کہ تقریبًا بائیس حدیثیں ایسی ہیں کہ جن کی جنابِ رسول اللہ ﷺ سے میں نے تصحیح کی ہے اُن کے بارے میں دریافت کیا ہے کہ یہ صحیح ہیں یا نہیں، تو اُن کو اِس طرح زیارت کا شرف حاصل تھا۔

ایک صاحب سے اُنہوں نے کہا کہ آج ایسے کرتے ہیں کہ اگر تم یہ وعدہ کرو کہ ایک بات ہے وہ تم ظاہر نہیں کرو گے کسی سے بھی میری زندگی میں تو میں ایک چیز تمہیں بتاؤں اُنہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے میں وعدہ کرتا ہوں تو اُنہوں نے کہا پھر دیکھو آج ہم نماز تمہیں مکہ مکرمہ میں پڑھائے دیتے ہیں تو اُنہوں نے کہا ٹھیک ہے پھر اُنہوں نے آنکھیں بند کرائیں اُنہوں نے کہا چلو تو وہ چلے کچھ، دیکھا تو مکہ مکرمہ میں پہنچ گئے وہاں اُنہوں نے نماز پڑھی عصر کی طواف کیا پھر کہنے لگے اَب واپس چلیں اُنہوں نے کہا ٹھیک ہے چلیں واپس وہ کہتے ہیں پھر اُنہوں نے کہا آنکھیں بند کرو اَور دوڑ لگاؤ کہتے ہیں میں چھ سات قدم دوڑا ہوں پھر اُنہوں نے کہا بس رُک جاؤ تو ہم اُسی جگہ پھر آ گئے کہنے لگے کہ یہ عجیب سی چیز تھی یہ ہوا کیا ہے؟ تو اُنہوں نے کہا کہ یہ تو تھی ہی عجیب چیز اَور تم نے خیال کیا ہوگا وہاں ہمارے لوگ تھے مکہ مکرمہ میں جو گویا عمرہ وغیرہ کے لیے گئے ہوئے تھے اُن لوگوں نے ہمیں دیکھا بھی ہے اَور ہمیں پہچانا نہیں تو وہ تھے بڑے صاحبِ رُوحانیت بزرگ۔

اَور اِمام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی جو روایات صحابہ کرامؓ سے نقل کی ہیں اُن میں گویا قابلِ اِعتبار وہ اِس لیے بنتے ہیں کہ اُن کا ایک باطنی ذوق بھی تھا اگر اُسے دیکھا جائے۔ محدثین ویسے باطنی ذوق کو نہیں مانتے وہ تو ظاہر کو مانتے ہیں کہ یہ ملے ہیں یا نہیں ملے۔ اَور اِس پیمانے پر اگر دیکھا جائے کہ بالیقین کس سے ملنا ثابت ہے تو بالیقین تو حضرت اَنس رضی اللہ عنہ سے ملنا ثابت ہے اُن کا لِمَا رَاٰهُ غَيْرَ مَرَّةٍ کیونکہ ایک سے زائد دفعہ دیکھا ہے اُنہوں نے حضرت اَنس رضی اللہ عنہ کو، وہ (حضرت اَنسؓ) کوفہ جاتے تھے رہتے بصرہ میں تھے تو اِمام صاحبؒ کے بارے میں یہ ہوا کہ یہ تابعین میں ہیں یہ درجہ سب میں بڑا ہوتا ہے تابعینؒ کا صحابہ کرامؓ کے بعد پھر تبع تابعین کا درجہ ہے باقی اَولیاء کرامؒ جو ہیں وہ اِن خاص درجوں کو تو نہیں پہنچتے یہ تو ایسے ہو گئے جیسے اِن کا طبقہ ایک خاص ہے اِمتیازی ایک چیز اللہ کی طرف سے اُنہیں عنایت ہوگئی۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اُولٰئِکَ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ یہ جو ہیں صحابہ کرامؓ یہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھی ہیں اِخْتَارَهُمُ اللّٰهُ لِنَبِيِّهٖ (لِصُحْبَةِ نَبِيِّهٖ) [1] اللہ تعالیٰ نے اِن کو

---

[1] مشکوۃ شریف ص ۳۲

اپنے نبی علیہ السلام کے لیے چنا ہے اِن کو پیدا اِس زمانے میں کیا گیا ہے اِن میں اِسی قدر اہلیتیں رکھی گئی تھیں کہ یہ رسول اللہ علیہ السلام کے ساتھی بنیں صحابہ بنیں تو اِن کا درجہ تو سب سے بڑا ہے بعد میں اَور درجات آتے ہیں۔

میں ایک بات یہ کہہ رہا تھا کہ پہلی حدیث میں جو پچھلی دفعہ گزری ہے یہ آیا ہے لَایَزَالُ مِنْ اُمَّتِیْ اُمَّۃٌ قَائِمَۃٌ بِاَمْرِ اللّٰہِ اللہ کے صحیح احکام پر ایک طبقہ میری اُمت میں ضرور قائم رہے گا لَا یَضُرُّھُمْ مَنْ خَذَلَھُمْ [1] جو اُنہیں چھوڑے گا وہ اُنہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا تو وہ طبقہ چلتا جائے گا رہے گا ضرور یعنی خدا کی غیبی تائید اُس کو حاصل ہوگی، ظاہر میں نظر آئے نہ آئے لیکن کوئی انہیں ایسا سمجھے کہ وہ انہیں مٹا دے گا تو یہ غلط فہمی ہوگی ایسا نہیں ہوسکتا۔ سکندؔر مرزا نے کہا تھا اپنے دَور میں کہ اِن علماء کو میرا دِل یہ چاہتا ہے چاندی کی کشتی میں بٹھا کر اِنہیں سمندر میں پھینک دیا جائے یا چلتا کر دیا جائے تو خدا کی قدرت وہی چلتا ہوگیا اَور اِس طرح چلتا ہوا کہ اُسے مرنے کے بعد جگہ بھی نہیں ملی صحیح طرح سے دفن ہونے کی بھی مشکل پڑی ہے اُس کے لیے [2] تو جس آدمی نے ایسے کرنا چاہا چاہے وہ حاکمِ اعلیٰ اَور بااِختیار ترین آدمی ہی کیوں نہ ہو، نہیں کامیاب ہوسکتا تو یہ حدیث میں آگیا لَا یَضُرُّھُمْ مَنْ خَذَلَھُمْ ۔

آپ کے زمانے کی برکات زبردست تھیں :

اَچھا اَب دَوروں کا بھی فرق ہے وہ دَور جو تھا خیر القرون اُس میں تو یہ تھا کہ رسول اللہ علیہ السلام کی جو برکات تھیں وہ بے حد قوی تھیں اُس جیسی کبھی نہ ہوئیں نہ ہوں گی تو اُس میں اُن کی قوتِ اِیمانی زبردست تھی اُس قوتِ اِیمانی کے آگے کوئی چیز ٹھہرتی نہیں تھی اَور اُس تعلق کا اَثر یہ تھا کہ اللہ کی رحمت اَور نصرت شامل حال رہتی تھی رسول اللہ علیہ السلام نے یہی فرمایا ہے ایک دَور وہ آئے گا کہ جب لشکر میں پوچھا جایا کرے گا کہ تم میں کوئی آدمی ایسا ہے جس نے رسول اللہ علیہ السلام کی زیارت کی ہو تو پتہ چلے گا کہ ہے تو فتح حاصل ہوجائے گی وہ دَور جو تھا وہ ایسا تھا کہ اُن کی قوتِ اِیمانی تھی اُس قوتِ اِیمانی کی وجہ سے خاص برکتیں اَور رحمتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھیں۔ اَور اُس وقت یہ کیفیت تھی کہ لوگوں کی طبیعت عبادت کی طرف بکثرت آتی تھی حتی کہ

---

[1] مشکوٰۃ شریف ص ۵۸۳ [2] پاکستان کے آخری گورنر جنرل اَور پہلے صدر مملکت، ۱۹۵۸ء میں اپنی برطرفی کے بعد بیگم کے ہمراہ ۲ رنومبر کو لندن چلے گئے وہاں ایک ہوٹل میں ملازمت کر لی، ۱۳ رنومبر ۱۹۶۹ء کو لندن میں وفات پائی اَور تہران میں قبر نصیب ہوئی۔ (محمود میاں غفرلہٗ)

رسول اللہ ﷺ نے خفگی کا بھی اِظہار کیا ہے کہ اِتنی زیادہ عبادت نہ کرو صحابہ کرامؓ نے آکر پوچھا اَزواجِ مطہراتؓ سے کہ کتنی عبادت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ اُنہوں نے بتلایا کہ ایسے ایسے کرتے ہیں گھر کے کام بھی کرتے ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو تو اِتنی عبادت بھی کافی ہے اُنہیں ضرورت تو ہے ہی نہیں عبادت کی وہ تو نبی ہیں خدا کے، باقی ہم تو گناہگار ہیں ہمیں کرنی چاہیے زیادہ کسی نے نیت کی کہ میں ہمیشہ روزے سے رہوں گا کسی نے کہا کہ میں رات کو سویا ہی نہیں کروں گا اَور کسی نے کچھ کہا کسی نے کچھ کہا، یہ آپس میں اُنہوں نے عہدو پیمان کیے رسول اللہ ﷺ کو اِطلاع ہوئی تو آپ نے اُنہیں بُلا کر سخت تنبیہ کی کہ یہ نہ کرو اَنَا اَخْشَاکُمْ بِاللّٰہِ وَاَتْقَاکُمْ تم سب سے زیادہ خدا سے ڈرنے والا تو میں ہوں سب سے زیادہ تقوی والا میں ہوں۔

اَور ایک روایت میں آتا ہے اَنَا اَعْلَمُکُمْ بِاللّٰہِ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاک کو صفات کو جاننے والا میں تم سب سے زیادہ ہوں اَعْلَمُکُمْ "اَعْرَفُکُمْ" کے معنی میں ہے اللہ کی ذات کے بارے میں "معرفت" کا لفظ اِستعمال ہوتا ہے "علم" کا نہیں ہوتا بہت کم ہے علم کے لفظ کا اِستعمال لیکن ہے، یہاں موجود ہے اَنَا اَعْلَمُکُمْ بِاللّٰہِ یعنی خدا کی ذاتِ پاک اَور صفات کی معرفت مجھے سب سے زیادہ ہے اَور جو جانتا ہو زیادہ وہی ڈرتا بھی ہے زیادہ، وہ آدمی جو نہیں جانتا کیا ڈرے گا وہ بچہ ہے وہ نہیں جانتا آگ کو کہ یہ جلا دے گی تو وہ قریب چلا جاتا ہے بلکہ پکڑنے کو بھی ہو جاتا ہے اَور جو جانتا ہے وہ ڈرتا ہے اِسی طرح بادشاہ کو جاننے والا جو ہوتا ہے سب سے زیادہ قریب اُس کے اَور ذمہ دار عہدہ پر ہوتا ہے وہ ڈرتا رہتا ہے معزول نہ ہو جاؤں معتوب نہ ہو جاؤں وغیرہ وغیرہ تو اِرشاد فرماتے ہیں کہ میں سب سے زیادہ جانتا ہوں خدا کی ذاتِ پاک کو اُس کی صفات کو لیکن میں تو ایسے نہیں کرتا تو تم میری پیروی کرو اِس سے زیادہ نہ کرو تو گویا روکنے کی ضرورت پڑی اُن کو کہ نہ کریں اِتنی عبادت۔

اللہ تعالیٰ اَور بندوں کے حقوق سنت کے مطابق :

حضرت عبداللہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے بیٹے وہ عبادت کرتے تھے اَور شادی ہوئی تب بھی وہ رات بھر عبادت ہی کرتے رہے دِن بھر روزے رکھتے رہے، شکایت کی رسول اللہ ﷺ سے اُن کے والد نے اُن کے والد اپنی بہو سے پوچھتے رہتے تھے حال خیریت یہ وہ، اَندازہ رکھتے تھے کہ کس حالت میں ہے

خوش ہے ناخوش ہے تو پھر اُنہوں نے کثرتِ عبادت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کہا آپ نے اُنہیں بُلایا اَور کم سے کم کرنے کو کہا تو جتنا قرآن نازل ہوا تھا یاد تھا اُن کو وہ سارا ایک رات میں پڑھتے تھے آپ نے فرمایا نہیں چالیس دِن میں پورا کرو تیس دِن میں پورا کرو ہوتے ہوتے یہ ہوا کہ تین دِن میں پورا کرلیا کرو مگر وہ یہ کہہ رہے تھے کہ روز پڑھنے دیں لیکن آپ نے فرمایا نہیں تین سے کم میں نہ کرو ختم، فرمایا کہ روزہ مہینہ میں تین دِن رکھ لیا کرو بس اَور ہر نیکی کا بدلہ دس گنا ہوتا ہے تو تیس دِن بن جائے گا روزہ کا ثواب اُنہوں نے کہا کہ نہیں میں اِس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں حتی کہ اِصرار کرکر کے اُنہوں نے اِجازت لے لی کہ ایک دِن رکھیں روزہ ایک دِن نہ رکھیں اُنہوں نے کہا میں اِس سے بھی زیادہ کرسکتا ہوں یعنی کسی کسی دِن چھوڑ دیا کروں گا روزہ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ اَللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ الصلوۃ والسلام کا طریقہ تھا کہ ایک دِن رکھتے تھے روزہ ایک دِن نہیں رکھتے تھے اَور اِس سے زیادہ اَفضل خدا کے یہاں کوئی ہے نہیں تم اگر روز بھی رکھو گے تو وہ اِس سے اَفضل نہیں بنے گا اَور یہ چیز اِنسان نہیں پہچان سکتا کہ اللہ تعالیٰ کو کونسی چیز پسند آئی یہ تو نبی بتا سکتا ہے۔

اُس زمانہ میں عبادت کی طرف رَغبت تھی اَب نفرت ہے :

تو کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اُس وقت طبیعت اِتنی راغب تھی عبادتوں کی طرف اَب طبیعت نفرت کھاتی ہے بھاگتی ہے عبادت سے، دونوں میں بڑا فرق ہوگیا۔ اِس دَور میں اگر کوئی عبادت کی طرف آجائے تو گویا سارے زمانے سے ٹکراؤ اُس کا ہورہا ہے تو اِس دَور میں جو عبادت کی طرف آرہا ہے اَور خدا نے اُسے توفیق بخش دی ہے تو یہ اُس کا خاص اِنعام ہے اَور وہ اُس طبقہ میں داخل ہورہا ہے اگر کوئی سنت کی پیروی پر زور دیتا ہے کہ بس یہ پوچھنا ہے سنت کیا ہے اَور بات سنی نہیں ہے جو سنت ہے وہ کرنی ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے زیادہ کرنے سے تو روکا ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جگہ جگہ روکا ہے اَب جب سنت پر عمل کروگے تو خود کو بھی بڑا مشکل پڑے گا کیونکہ سنت تو یہ ہے کہ سو، سوکے اُٹھو، سو کے اُٹھنا اَور مشکل ہے صرف جاگتے رہنا آسان کام ہے سو کر اُٹھنا بڑا مشکل ہے وہ یہ ہے کہ سو بھی اَور اُٹھو بھی اَور سنت یہ ہے اِتنا پڑھو اَور اِتنا چھوڑ دو وغیرہ وغیرہ تمام چیزوں میں سنت حاوی ہے دِن اَور رات کو اِنسان کے اَور ساری زندگی کو اَوّل سے آخر تک سنت حاوی ہی حاوی ہے تو وہ پوچھتا ہے کہ سنت کیا ہے یعنی رسول اللہ ﷺ نے کیا کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کیا کیا۔

صحابہ کرام ؓ کی رائے اہم ہونے کی وجہ :

کیونکہ صحابہ کرامؓ نے پھر یہ دریافت کیا ہے کہ کون سی چیز آپ کو پسند تھی کون سی چیز آپ نے چھوڑ نے کو کہا ہے وہ معلومات سب یکجا کی ہیں اُنہوں نے تو صحابہ کرام ؓ کی بات دیکھی جاتی ہے پھر صحابہ کرامؓ نے چہرۂ مبارک دیکھا ہے کہ کسی چیز کی اِجازت دیتے وقت کیا اَنداز تھا وہ بکراہت اِجازت دی ہے یا بخوشی اِجازت دی ہے بکراہت اِجازت دی ہے تو صحابہ کرامؓ نے پھر اُس کو نہیں کیا مکروہ کہہ دیا اگرچہ زبانِ مبارک سے الفاظ یہ تھے کہ کرلو لیکن وہ جو دیکھ رہے تھے کہ یہ فرمایا ہے اِس طرح اِس اَنداز سے تو اُنہوں نے وہ اَنداز تک محفوظ رکھا ہے اَور اُس کا خیال رکھا ہے اُسی پر عمل کیا ہے۔

تو صحابہ کرام ؓ کا وہ دَور تھا جس میں طبیعتیں اِسلام کی طرف رَاغب تھیں عمل کی طرف رَاغب تھیں اَب وہ دَور ہے کہ جس میں طبیعتیں خرابی کی طرف دَوڑتی ہیں بس اِسی میں زندگی گزر جاتی ہے قصہ ہی ختم ہو جاتا ہے پھر وہ وقت ہی نہیں آتا اُس کو جو اِس دُنیا کے جھنجٹوں سے چھٹی حاصل ہو وہ تو اِرادہ کرنا پڑتا ہے کہ میں یہ چھوڑ رہا ہوں بس ایک حد پر آ کر رُک جائے اَور اِدھر کی طرف رُخ کر لے اُدھر حقوق اَدا کرتا رہے کیونکہ یہ بھی منع ہے کہ حقوق نہ اَدا کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سب سے بہتر آدمی وہ ہیں جو اَپنے گھر والوں کے ساتھ بہتر ہوں اچھا سلوک کریں وَاَنَا خَیْرُکُمْ لِاَھْلِیْ اَور میں تم سب سے زیادہ اچھا سلوک اپنے گھر والوں کے ساتھ رکھتا ہوں تو گھر والوں کا لحاظ رکھنا اَور چیزیں یا ضروریات کا اُن کے خیال رکھنا جو اِسلام نے بتادی ہیں ضروریات وہ، یہ نہیں کہ تمام چیزیں جو اُن کا دِل چاہے وہ کرتے جاؤ وہ تو کبھی طلب پوری ہوتی ہی نہیں نہ اِنسان کی اپنی نہ اُن کی وہ تو پھر اُس میں بوڑھا ہو جاتا ہے آدمی کہ اِن کی بھی طلب پوری کرو پھر آگے پوتے ہو جاتے ہیں اَور آگے ہو جاتا ہے سلسلہ وہ اُس میں ختم ہی نہیں ہونے میں آتا کسی طرح سے۔

تو اَگر دین کی طرف آیا ہے اَور سنت کی طرف آیا ہے تو اَب ایسے آدمی کو لوگ طعنہ بھی دیں گے کہ اِس کے ٹخنے اُونچے رہتے ہیں یا کوئی اَور چیز رہتی ہے یا یہ کہ بالکل ہی مولوی ہوگیا ہے وغیرہ وغیرہ وہ طعنے بھی سنے گا پھر بھی اِس پر رہے گا تو ہوسکتا ہے کہ اِس پر اللہ کے یہاں اِس کو اِنعام بہت زیادہ مل جائے اَور یہ چیز کہ یہ بات رہے ہی نہ یہ نہیں ہوسکتا یہ بات رہے گی ضرور، ایسے ہوتا ہے ماں باپ بالکل بے دین ہوتے ہیں

اَولاد دِیندار ہو جاتی ہے اَور جتنے وہ بے دین ہوتے ہیں اَولاد اُتنی پکی دیندار ہو جاتی ہے اَور ایسے ہوتا ہے کہ ماں باپ بڑے نیک بڑے دین دار اَور اَولاد بالکل دین سے ہٹی ہوئی یہ بھی ہوتا ہے یہ خدا کی تقسیم ہے۔

''سرسیّد'' بھی گمراہ ہوا :

یہ سرسیّد بھی تو ''سیّد'' تھا مگر گمراہ ہو گیا یعنی رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی اَولاد میں بھی یہ ضروری نہیں ہے کہ دین کے قائم رکھنے والے وہی لوگ ہوں یہ ضرور ہے کہ بکثرت رہے ہیں اِس میں، یہ فرق رہا ہے اَور رسول اللہ ﷺ نے جو درُود شریف بتایا ہے پڑھنے کے لیے اُس میں آتا ہے وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ رحمت نازل فرما صلوۃ کے معنی رحمت کے ہیں اُس کا اَثر بھی پڑتا ہوگا کچھ اَور رسول اللہ ﷺ نے دُعاء فرمادی ہے اپنی اَولاد کے لیے کہ اِن کو دُنیا اِتنی نہ ملے تو نہیں ملتی دُنیا، دُنیا نہ ملے تو پھر دین کی طرف رہنا ہی پڑ جاتا ہے خود بخود بھی، اِس طرح کی چیزیں بھی ہیں لیکن اِن میں ہی گمراہ ہونے والے لوگ بھی ہیں اَب سرسیّد جو ہے وہ بالکل صحیح النسب سیّد ہے اُس کو ''سر'' کا لقب مِل گیا تھا اَنگریزوں نے دے دیا تھا لیکن ایسا بھٹکا ہے کہ تمام چیزوں میں ختم ہو گیا مہدی علیہ السلام کا یہاں ذکر آتا ہے وہ اِس کا اِنکار کرتا ہے معجزات کا اِنکار کرتا ہے مانتا ہی نہیں جو چیزیں نظر نہیں آتیں اُن کو مانتا ہی نہیں وغیرہ وغیرہ تو وہ بھٹک گیا تو مثالیں ایسی بھی ملیں گی۔

اللہ تعالیٰ نے اِس دین کو کسی بھی طبقہ میں کسی بھی خاندان میں نہیں بلکہ عرب و عجم میں بھی نہیں رکھا بظاہر یہ ہے کہ یہ سب عربوں میں ہونا چاہیے کیونکہ کلام عربی، حدیث عربی ،قرآن عربی مگر اِرشاد ہے کہ لَا فَضْلَ لِعَرَبِیٍّ عَلٰی عَجَمِیٍّ کسی عربی کو کسی عجمی پر اَفضلیت نہیں۔ اِمام بخاریؒ کہاں کے رہنے والے ہیں کتاب لکھی ہے اُنہوں نے یاد کیا ہے پھر اُس میں سے اپنے مطلب کی جن پر عمل تھا خود اپنا اُن کا وہ جمع کردیں حدیثیں، اِمام مسلمؒ نیشا پور کے ہیں، ابن ماجہؒ بھی اَور جگہ کے ہیں، دارمیؒ اِدھر سمرقند کی طرف کے رہنے والے ہیں کوئی کہیں کا کوئی کہیں کا اَور اُنہوں نے دین کی بڑی بڑی خدمات کی ہیں۔ نئے نئے مسلمان ہوتے تھے اُن کی اَولاد بڑی بڑی عالم گزری ہے ابن سیرینؒ اِن کے باپ جو تھے وہ پکڑے ہوئے آئے تھے حضرت خالد ابن ولید رضی اللہ عنہ نے اِنہیں بیچ دیا تھا پکڑ کر غلاموں میں اُن سے یہ بیٹے ہیں محمد ابن سیرینؒ عالم ہیں تعبیرات کے اِمام ہیں۔

تو یہ اِرشاد کہ میری اُمت کی مثال بارش جیسی ہے ساری اُمت اَوّل سے آخر تک ایک بارش ہے یا ایک باغ ہے جس سے لوگ فائدہ اُٹھاتے چلے جاتے ہیں اَور اَللہ تعالیٰ نے میری اُمت کو خاص مقام یہ دیا ہے کہ اِس میں دین قائم رکھنے والے سنتوں کا اِحیاء کرتے رہنے والے ہمیشہ رہیں گے۔

جب آپ سنت پر عمل کریں گے تو رسول اللہ ﷺ کی ایک نقل کی آپ نے یہ نقل اللہ کو پسند ہے اَور یہ نقل وہ ہے جو مقبول ہو چکی ہے خدا کے یہاں باقی کوئی چیز بھی آپ کریں گے وہ آپ کی اپنی ہوگی جب سنت کی پیروی کریں گے آپ اَور وہ نقشہ بنالیا اپنا جو رسول اللہ ﷺ جیسا بنتا ہے تو وہ اللہ کے یہاں قبول ہی قبول ہے اُس سے اَفضل کوئی کام نہیں ہے اَور وہ نقشہ بنانا بڑا مشکل کام ہے۔

ریاء کار اِتباعِ سنت نہیں کرسکتا :

کوئی ریاکار نہیں چل سکتا اِتباعِ سنت رِیاء کار نہیں کرسکتا ، اِتباعِ سنت میں تو بہت کام عجیب کرنے پڑتے ہیں بہت سادہ رہنا پڑتا ہے اُس میں تو معلوم ہی نہیں ہوتا کہ یہ ولی بھی ہے یا نہیں ہے بالکل سادہ رہتا ہے آدمی وہ سب سے مشکل ہے اَور خدا کے یہاں سب سے مقرب وہی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِتباعِ سنت کی توفیق دے اَور آخرت میں رسول اللہ ﷺ کا ساتھ نصیب فرمائے ، آمین ۔ اِختتامی دُعاء.........................

❁ ❁ ❁

مخیّر حضرات سے اَپیل

جامعہ مدنیہ جدید میں بحمد اللہ چار منزلہ دارُ الاقامہ (ہوسٹل) کی تعمیر شروع ہو چکی ہے پہلی منزل پر ڈھائی کروڑ روپے کی لاگت کا تخمینہ ہے، مخیّر حضرات کو اِس کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی دعوت دی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ (اِدارہ)

علمی مضامین سلسلہ نمبر۴۴ (قسط : ۲)

"الحامد ٹرسٹ" نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تا حال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کر دیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد و اخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (ادارہ)

نفاذِ شریعت کا سیدھا راستہ

کلماتِ چند بر قانونِ اِسلامی

زوال کا باعث اِسلام پر عمل نہ کرنا ہے نہ کہ اِسلام۔ میں نے سُنا ہے کہ فوج میں آج بھی وہ دستہ جس نے سلطان ٹیپو رحمۃ اللہ علیہ کو شہید کیا تھا اِسی طرح اپنے اَسلاف کی اِس مذموم حرکت کو اپنے لیے باعثِ فخر قرار دیتا ہے۔ مرحوم کے لباس اَور تلوار کو مفتوح و مغلوب سے چھینا ہوا سامان جانتا ہے اَور اُس کی نمائش اِس طرح کرتا ہے جیسے وہ آج بھی یونین جیک کے سایہ تلے کھڑا ہے حالانکہ اُسے مرحوم کی اُس تلوار کو چومنا چاہیے تھا اَور اُسے اپنا نشانِ خاص بنانا چاہیے تھا۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو حکومت کا فرض ہے کہ وہ اِنہیں اپنی تاریخ سے باخبر کرے اَور انگریز کی ذہنی غلامی سے نجات دِلائے۔ یہ بات ہماری قوم کے لیے باعثِ ذلت ہے کہ وہ چالیس سال بعد بھی اپنی تاریخ سے جاہل رہیں۔

مستشرقین جن کا کام ہی اِسلام سے نفرت دِلانا ہے طرح طرح کے اِعتراضات کرتے رہتے ہیں مجھ سے اِسلام میں باندیوں کے رواج کے بارے میں بہت لوگوں نے پوچھا لیکن اِس کی حقیقت سمجھ لینی چاہیے کہ دراَصل یہ قانون کفار کی جوابی کارروائی کی صورت میں عمل پذیر ہوتا ہے ورنہ نہیں یعنی اگر وہ ہمارے جنگی قیدیوں کو باندی اَور غلام بنائیں تو ہم بھی بنائیں گے اَور اگر وہ اِنہیں صرف قیدی بنا کر رکھیں تو ہمیں حق نہیں کہ ہم اُن کے قیدیوں کو غلام بنائیں ہم بھی اُنہیں قیدی ہی بنا کر رکھیں گے۔

پہلے زمانہ میں یہ دستور تھا کہ جنگی قیدیوں کا بار بجائے اِس کے کہ صرف حکومت برداشت کرے اَور وہ بھی قید میں وقت گزاریں اُنہیں پبلک میں تقسیم کردیا جاتا تھا لوگ اُن سے مختلف کام لیتے رہتے تھے گھروں میں رہنے کو جگہ دیتے تھے کھانا، لباس سب مالک کے ذمّہ ہوتا تھا اِس طرح شاہی خزانہ پر اِن کا بار نہ پڑتا تھا دُنیا کے ہر ملک میں یہی طریقہ تھا لیکن اِسلام نے جب پھیلنا شروع کیا تو یورپ تک کے علاقے زیرِ نگیں آگئے اَور قیدی اَور باندی غلام غیر مسلم ہی بنتے رہے اِس لیے اَب آکر یورپ والوں نے یہ شہرت دینی شروع کی ہے کہ اِسلام میں باندی اَور غلام بنانے کا قاعدہ ساری دُنیا سے ہٹ کر ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ دُنیا بھر کا دستور تھا یورپ میں بھی قیدیوں کو غلام بنایا جاتا تھا حضرت صہیب رضی اللہ عنہ جو رُومی کہلاتے تھے اِسی طرح رُومیوں نے اِنہیں غلام بنایا تھا۔

اِسلامی اَفواج کو جہاد میں اَور خصوصًا عہد شکنی کی صورتوں میں نقصان بھی اُٹھانا پڑا ہے اَور اُنہیں **فِکَاکُ الْاَسِیْرِ** قیدیوں کو آزاد کرانے کے جو اَحکام بتلائے گئے تھے اُن پر عمل کرتے ہوئے غلام بنانے کے بجائے قیدی ہی رکھا گیا اَور اپنے قیدیوں کو چھڑانے کے لیے تبادلے میں دِیا گیا۔

مستشرقین کے اُٹھائے ہوئے اَور بھی بہت سے اعتراضات ہیں لیکن اگر بنظرِ غائر دیکھا جائے تو وہ سب اِسی قسم کے ہیں کہ حقائق کو مسخ کرکے صرف ایک نکتہ کو اُٹھایا گیا اَور اُسے بُری شکل دے کر ہدفِ تنقید بنایا گیا ہے۔

گزشتہ چھ سالہ عرصہ میں کمیونسٹ نظام کے دَاعی اَور سوشلسٹ قسم کے لوگوں سے ملاقاتیں رہیں لیکن میں نے اُنہیں اِسلامی نظام سے ناواقف پایا جوابًا وہ اِسلامی نظام کو پسند کرکے ہی جاتے رہے ہیں۔ ہمارے حکمرانوں کی قسمت ہی کی بات ہے ورنہ وہ اِسے عملی جامہ پہنا سکتے ہیں اَور اِس میں عقلاً بھی کمیونزم و سوشلزم سے زیادہ خوبیاں ہیں اَور ملک کی بدقسمتی کا یہ منظر بھی آپ کے سامنے ہے کہ پبلک اِسلام چاہتی ہے اَور عنانِ اِقتدار پر مسلط طبقہ اِس کے نفاذ کے خلاف ہے اَور مطلب کے لیے اِسلام کا نام لیوا ، نہ معلوم اَنجام کیا ہو۔

اِسی دَوران میرے پاس ایک وکیل آئے اُنہوں نے کہا کہ اِسلام میں ٹریفک کے قوانین کہاں ہیں؟ اِس کا جواب اگر وہ عقل کا مثبت اِستعمال کرتے تو شاید خود ہی دے سکتے تھے کہ سلامتی اَور اَمن کے لیے جس

قانون کی ضرورت ہو وہ مقنّنہ پاس کر سکتی ہے ایسے قوانین سب اِسلام کے مطابق ہوں گے اَور اِن پر عمل باعثِ اَجر بھی ہوگا۔ اِسلام کا نام لیتے ہی اُس کے خلاف باتیں کر ڈالنا جائز نہیں ہے، ایسے اَشخاص کا یہ فرض ہے کہ وہ اِسے کسی عالم سے مِل کر حل کرے اَور اپنے اِیمان کا تحفظ کرے۔

اِسی دَوران ایک عالی دماغ لیڈر سے ملاقات ہوئی اُن کا خیال یہ تھا کہ اِسلام میں حکومت نہیں ہے کیونکہ اِسلام میں مقنّنہ نہیں ہوتی۔

غرض بہت سی باتیں اپنے ذہن سے ناتمام مطالعہ اَور اہلِ علم سے رُجوع نہ کرنے کے باعث پیدا ہوجاتی ہیں یہ قابلِ علاج ہیں جو مخلص ہیں وہ اِصلاح قبول کرتے ہیں مکمل جواب سے اُن کی تشفی ہوجاتی ہے۔

میری اِن گزارشات کا خلاصہ یہ ہوا کہ :

☆ اِسلامی نظامِ قانون تبدیل ہوگا تو آئے گا اَور یہاں (موجودہ) قانون کی جگہ فقہ حنفی پر مرتب قانون بذریعہ تراجم فورًا لایا جائے۔

☆ اِس کے اَثرات اَمن وسکون کے علاوہ اِقتصادیات ومعاشیات واَخلاقیات پر فورًا مرتب ہوں گے۔

☆ ہر شخص موجودہ اَنگریزی غلامانہ قانون کی رُو سے اپنے آپ کو باعزت ثابت کرے تو وہ باعزت تسلیم کیا جائے گا جبکہ اِسلام کی نظر میں اُس کے قانون کی رُو سے باعزت ہے۔

☆ یہ قانون صوبوں سے بڑھ کر علاقوں تک کو اُن کے حقوق دِلاتا ہے اِس کا فوری نفاذ وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔

☆ یہ قانون مکمل ترین حالت میں موجود ہے یہ موجودہ اَنگریزی قانون سے بہت زیادہ مکمل ہے۔

☆ یہ قانون اَنگریزوں کے جاری کردہ قوانین کی موجودگی میں آنا ممکن نہیں ہے نہ ہی اِسے اِس سے جوڑا جا سکتا ہے نہ وہ تھوڑا تھوڑا آ سکتا ہے وہ جب آئے گا تو مکمل آئے گا آدھا تہائی نہیں۔

☆ اِس قانون کی رُو سے حکمرانوں کے ذمہ رعایا کو ہر طرح کی سہولت پہنچانا فرض ہوتا ہے جبکہ اَنگریز کے متروکہ نظریہ حکومت کی رُو سے جو اُس نے برصغیر میں اِختیار کیے رکھا حکومت عوام کو کھسوٹتی ہے اَور اُس کے پیشِ نظر صرف اپنا خزانہ بھرے رکھنا ہوتا ہے وہ اِسی قسم کے قانون بناتی رہتی ہے۔

☆ اِسمبلی مقنّنہ رہتی ہے لیکن وہ ایسے قوانین وضع کرے گی جس سے اِسلامی اُصولوں کو تقویت ہو۔

☆ اِس قانون کے نفاذ سے مذہبی تنازعات ختم ہو جائیں گے فرقہ واریت بڑھنے کے خدشات توہماتِ باطلہ ہیں۔

وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ وَھُوَ وَلِیُّ التَّوْفِیْقِ

حامد میاں غفرلہٗ

یکم شعبان ۱۴۰۷ھ جامعہ مدنیہ لاہور ۲

(جاری ہے)

وفیات

شبِ جمعہ ۲۱؍ رجب کو جامعہ مدنیہ جدید کے اُستاذ الحدیث حضرت مولانا اَمان اللہ صاحب مدظلہم کا اَٹھارہ برس کا نوجوان بیٹا حافظ اُسید اللہ خانیوال کے قریب ریل گاڑی کے حادثہ میں شہید ہوگیا، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ . اِطلاع ملتے ہی مولانا خانیوال کے لیے روانہ ہوگئے جمعہ کو شام چار بجے شہید کی میت جامعہ مدنیہ جدید پہنچی، فوراً غسل اَور کفن دے کر نمازِ جنازہ اَدا کی گئی جس میں اَساتذہ اَور طلباء نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ جامعہ مدنیہ قدیم سے حضرت مولانا سیّد رشید میاں صاحب مدظلہم اَور مولانا سیّد مسعود میاں صاحب نے بھی نمازِ جنازہ میں شرکت کی، پونے پانچ بجے مولانا شہید کی میت کو لے کر اپنے آبائی گاؤں اَٹک کے لیے روانہ ہوئے۔

اِس ناگہانی حادثہ پر اہلِ اِدارہ حضرت مولانا اَمان اللہ خان صاحب کے غم میں برابر کے شریک ہیں اَور دُعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مولانا اَور دیگر اہلِ خانہ کو صبرِ جمیل عطا فرمائے اَور حافظ اُسید مرحوم کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، آمین۔

جامعہ مدنیہ جدید کے سابق طالب علم مولانا ذوالفقار صاحب کی والدہ صاحبہ طویل علالت کے بعد گزشتہ ماہ محمد آباد پاجیاں میں وفات پاگئیں۔

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ جامعہ مدنیہ جدید اَور خانقاہِ حامدیہ میں جملہ مرحومین کے لیے اَیصالِ ثواب کرایا گیا اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

قسط : ۱۳

اَنفَاسِ قدسیہ

قطبِ عالم شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد صاحب مدنی رحمہ اللہ کی خصوصیات

﴿ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب رحمہ اللہ بجنوری ﴾
فاضل دارُالعلوم دیوبند و خلیفہ مجاز حضرت مدنی رحمہ اللہ

۞ ۞ ۞

مقاماتِ عالیہ یا اَخلاقِ باطنہ :

اَخلاقِ باطنہ دَراصل ایک قوت ہے جو قلبِ اِنسانی پر منجانب اللہ فائز کی جاتی ہے جس کی وجہ سے اچھے اَطوار، خوش معاملگی اَور دُوسرے اَخلاقِ ظاہرہ کا ظہور ہوتا ہے گویا اَخلاقِ ظاہرہ پرتو اَور عکس ہوتے ہیں اَخلاقِ باطنہ کا۔ سخاوت، شجاعت، عدل و اِنصاف، شرم و حیاء، ہمت وصبر و اِستقلال، خودداری و اِستغناء وغیرہ وغیرہ اَور بہت سی صفاتِ محمودہ ہیں جن کو اَخلاقِ باطنہ میں شمار کیا جاتا ہے۔

حضرت شیخ الاسلام رحمہ اللہ کے جہاں اَور اَوصافِ جلیلہ ہیں وہاں آپ کے اَخلاقِ باطنہ کا وہ مقام ہے کہ اُس کا اِدراک کرنے کے لیے بھی اُن ہی جیسی اِستعداد اَور کمالات کا آدمی ہونا چاہیے چنانچہ حضرت مولانا عبدالقادر صاحب رائے پوری (جو بڑے اَولیاء اللہ میں سے ہیں) اِرشاد فرماتے ہیں :

> بھائی! حضرت شیخ الاسلام کا ذکر کیا پوچھتے ہو، پہلے تو ہم یوں ہی سمجھتے رہے مگر وقت کی نزاکتوں اَور ہنگامہ آرائیوں میں جب ہم نے اُس مردِ مجاہد کو آنکھ اُٹھا کر دیکھا تو حضرت شیخ مدنی کے جہاں قدم تھے وہاں پر اپنا سر پڑا دیکھا۔ اجی! حضرت اِس وقت ہر دو منصب پر فائز المرام ہیں (تکوینیات وتشریعات)۔'' (مقدمہ مکتوباتِ شیخ الاسلام رحمہ اللہ)

حضرت مولانا اَشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ اِرشاد فرماتے ہیں :

> ''اپنی جماعت میں مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب کے حسنِ تدبر کا اَور مولانا حسین احمد صاحب کے جوشِ عمل کا معتقد ہوں۔ (آگے فرماتے ہیں) بھائی میں اُن جیسی ہمت مردانہ کہاں سے لاؤں.........الخ۔'' (مقدمہ مکتوباتِ شیخ الاسلام رحمہ اللہ)

زُہدوتقوی :

آنحضرت ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کے لیے رخصت کرتے ہوئے فرمایا:
اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِیَ الْمُتَّقُوْنَ مَنْ کَانُوْا وَحَیْثُ کَانُوْا (الحدیث) قریب ترین مجھ سے متقی حضرات ہیں خواہ وہ کوئی ہوں اَور کہیں بھی رہتے ہوں۔

اِسی طرح قرآنِ پاک کی متعدد آیات اَور اَحادیثِ رسول اللہ ﷺ میں زُہد کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔قبل اِس کے کہ ہم حضرت شیخ الاسلامؒ کے زُہدوتقوی کو بیان کریں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حقیقتِ زُہد اَور تقوی کو بیان کر دیا جائے تاکہ حضرتؒ کی زاہدانہ اَور متقیانہ زندگی آسانی سے سمجھ میں آسکے اَور زہدو تقوی میں آپ کا مقام بھی معلوم ہو جائے۔

زُہد کے متعلق عوام تو عوام بعض خواص کو بھی غلط فہمی ہے اَور دھوکہ باز صوفیاء نے فرض و واجبات سے صرفِ نظر کر کے محض مستحبات اَور اِسی طرح حرام کو نظر اَنداز کر کے اِختیارِ مباحات کو ہی زُہد قرار دیا ہے۔ حالانکہ یہ زُہد تو کجا اَعلیٰ درجہ کی بے دینی ہے لیکن جاہل پیروں کی دُکان اِسی سے سنورتی ہے۔اللہ تعالیٰ اِن شیطان نما صوفیوں سے محفوظ رکھے۔

اِس کے علاوہ عام طور سے یہ چیز ذہنوں میں جگہ پکڑے ہوئے ہے کہ نہ کھانا، نہ سونا، نہ شادی بیاہ کرنا اَور نہ اچھا لباس ہی پہننا یہی زاہدانہ زندگی ہے اَگر کسی نے یہی سمجھا ہے تو سخت غلطی کی ہے۔

اِمام غزالیؒ اِحیاء العلوم میں فرماتے ہیں :

وَقَدْ قَالَ قَائِلُوْنَ لَا مَعْنٰی لِلزُّھْدِ فِیْ اَصْلِ النِّکَاحِ وَلَا فِیْ کَثْرَتِہٖ وَاِلَیْہِ ذَھَبَ سَھْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ وَقَالَ سَیِّدُ الزَّاھِدِیْنَ حُبِّبَ اِلَیَّ النِّسَاءُ فَکَیْفَ تَزْھَدُ فِیْھِنَّ وَوَافَقَہٗ عَلٰی ھٰذَا الْقَوْلِ اِبْنُ عُیَیْنَۃَ وَقَالَ کَانَ اَزْھَدُ الصَّحَابَۃِ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَکَانَ لَہٗ اَرْبَعُ نِسْوَۃٍ وَیَضَعُ عَشْرَۃَ سَرِیَّۃً ....الخ .

''کہنے والوں نے کہا ہے کہ اَصل نکاح اَور کثرتِ نکاح زُہد کے منافی نہیں ہے۔ یہی مذہب سہل بن عبد اللہ کا ہے فرماتے ہیں جبکہ آنحضرت ﷺ جو تمام زاہدوں کے

سردار ہیں آپ کو عورتیں مرغوب تھیں تو ہم کس طرح اُن سے پرہیز کریں اَور اِس کے خلاف کرنے کو زُہد سمجھیں۔ اِسی قول سے ابنِ عیینہؒ نے موافقت کی ہے اَور فرمایا ہے کہ تمام صحابہؓ میں زُہد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بڑھے ہوئے تھے لیکن آپ کے نکاح میں چار بیویاں رہیں اَور ساتھ ہی دس سے زائد باندیاں بھی تھیں۔''

اِسی طرح شاید گھر بار نہ بنانے میں زُہد ہو تو حضور علیہ السلام نے بھی اہلِ بیت کے لیے حجرے تعمیر کرائے ہیں غرض کہ تارک الدنیا ہو جانا اَور مخلوقِ اِلٰہی سے کنارہ کشی کا نام زُہد نہیں ہے بلکہ اِمام غزالیؒ فرماتے ہیں :

هُوَ عِبَارَةٌ عَنِ انْصِرَافِ الرَّغْبَةِ عَنِ الشَّئِی اِلٰی مَاهُوَ خَیْرٌ مِنْهُ فَکُلٌّ مَنْ عَدَلَ عَنْ شَیْئٍ اِلٰی غَیْرِہٖ بِمَعَاوَضَةٍ وَبَیْعٍ وَغَیْرِہٖ فَاِنَّمَا عَدَلَ عَنْهُ لِرَغْبَةٍ عَنْهُ وَاِنَّمَا عَدَلَ اِلٰی غَیْرِہٖ لِرَغْبَةٍ فِیْ غَیْرِہٖ.......... الخ .

(اِحیاء العلوم ج ۴ ص ۲۱۱)

''زُہد نام ہے کسی چیز سے اپنی رغبت ہٹا لینے کا اُس چیز کی طرف جو اِس سے بہتر ہے لہٰذا جو آدمی کسی چیز کی طرف سے رغبت ہٹا کر معاوضہ یا بیع وغیرہ کے ذریعہ سے دُوسری چیز کی طرف رغبت کرے تو وہ اپنی رغبت سے ایک چیز کو چھوڑ کر اپنی دُوسری مرغوب فیہ چیز کی طرف ہوا ہے۔''

لہٰذا کسی مرغوب فیہ چیز کو محض آخرت کے نفع کے لیے ترک کر دینا اَور دُنیاوی مفاد کو دِل میں جگہ نہ دینا یہ زُہد ہے اِس مختصر تمہید کے بعد حضرت شیخ الاسلامؒ کی زاہدانہ زندگی پیش کی جاتی ہے۔

آپ نے جہادِ حریت میں برسوں جہاد کیا اَور ایسی خدمات اَنجام دیں کہ کسی دُوسرے لیڈر کو اِس کی ہوا بھی نہ لگی ہوگی لیکن جب حکومت کے عہدے تقسیم ہونے کا نمبر آیا تو سیاست سے کنارہ کشی اِختیار کی اَور بقول سیّد اَحمد شہیدؒ حکومت کے عہدے اُن کو ملیں جن کو حکومت کی طلب ہو۔ (نقشِ حیات)

آپ نے حکومت کے مقابلے میں دَلق پوشی اَور بوریہ نشینی کو پسند کیا بلکہ حکومت کی طرف سے اعزاز کی پیشکش کی گئی اَور آپ کو پدم بھوشن کا خطاب دیا تو حضرتؒ نے شکریہ کے ساتھ اُس کو واپس کر دیا کہ میں اِس

کا اہل نہیں ہوں یا مجھے اِس کی حاجت نہیں ہے۔

حضرت اِمام اعظم اَبو حنیفہ ؒ کو قاضی القضاۃ کا عہدہ دربارِ خلافت سے پیش کیا گیا لیکن آپ نے صاف اِنکار کردیا کہ میں اِس کا اہل نہیں ہوں، اِس کے مقابلہ میں برسوں کی قید و بند کی مصیبت برداشت کی لیکن دُنیاوی اعزاز کو قبول نہ کیا بلکہ آخرت کے اعزاز کے متلاشی رہے، ایسے ہی حضرات کے بارے میں اللہ تعالیٰ اِرشاد فرماتا ہے :

تِلْکَ الدَّارُ الْاٰخِرَۃُ نَجْعَلُھَا لِلَّذِیْنَ لَا یُرِیْدُوْنَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا . (الایۃ)

''یہ آخرت کا گھر اُن ہی لوگوں کے لیے ہم نے منتخب کیا ہے جو زمین میں کسی بلندی کے خواہاں نہیں اَور نہ اُس میں فساد پھیلاتے ہیں۔''

حضرتؒ جب تک حیات رہے دارُالعلوم سے بقدر کارگزاری تنخواہ لیتے بلکہ حقِ خدمت سے بھی کم جتنے دِن پڑھانا اُتنے ہی اَیام کی تنخواہ لینا چنانچہ بہت سے مہینے ایسے گزر جاتے تھے کہ اُن میں ایک پیسہ بھی تنخواہ نہیں ملتی تھی۔

دارُالعلوم دیوبند کا دستور ہے کہ اگر ملازم بیمار ہو تو اُس کو ایک ماہ کی رُخصت مع تنخواہ ملتی ہے اَور پھر نصف تنخواہ کے حساب سے ملتی ہے۔ چنانچہ حضرت شیخ الاسلام ؒ تقریباً چار ماہ یا اِس سے کچھ زائد بیمار رہے لیکن ایک پیسہ تنخواہ کا نہ لیا حضرت مہتمم صاحبؒ نے ہر چند چاہا کہ قبول فرمالیں لیکن صاف اِنکار کردیا۔

اَبو سلیمانؒ فرماتے ہیں :

فَکُلُّ مَنْ تَرَکَ الدُّنْیَا شَیْئًا مَعَ الْقُدْرَۃِ عَلَیْہِ خَوْفًا عَلٰی قَلْبِہٖ وَعَلٰی دِیْنِہٖ فَلَہٗ مَدْخَلٌ فِی الزُّھْدِ . (اِحیاء العلوم)

''جس نے تھوڑی سی دُنیا بھی باوجود قدرت کے اپنے قلب اَور دین کا خوف سمجھتے ہوئے ترک کردی پس اُسی کو زُہد میں دسترس ہے اَور وہ زاہد ہے۔''

آپ ہمیشہ ضرورت کے مطابق دُنیا کی اَشیاء کو اِختیار کرتے اَور باقی سب راہِ خدا میں مہمانوں پر اَور غرباء اَور مساکین پر صرف کردیتے تھے حقیقتاً یہ زُہد کا نہایت اعلیٰ درجہ ہے۔ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کی

زندگی کو ملاحظہ فرمایئے خلیفہ وقت ہیں لیکن اپنے لیے کچھ نہیں حتی کہ ایک خادمہ بھی گھر کے کام کاج کے لیے نہیں، اِس کا نام زُہد ہے۔

یحیٰی بن معاذؒ فرماتے ہیں : **عَلَامَۃُ الزُّھْدِ السَّخَآءُ بِالْمَوْجُوْدِ .** (اِحیاء العلوم) جو کچھ موجود ہو اُس کو اللہ کی راہ میں خرچ کر دینا زُہد کی علامت ہے۔

نہ مرد آنست کہ دُنیا دوست دارد
اگر دارد بروئے دوست دارد

زُہد کی یہ شان حضرت شیخ الاسلامؒ کے یہاں ملے گی۔

دُنیا پرست زاہدوں یا زہدانِ خشک میں نام کا زُہد ہوتا ہے کہ اپنے زُہد میں دُنیا کو لے ڈوبتے ہیں۔ بقدرِ کفاف لینا یہ زُہد کا اعلیٰ معیار ہے، آنحضرت ﷺ اِرشاد فرماتے ہیں :

مَنْ طَلَبَ الدُّنْیَا حَلَالًا وَّاسْتِعْفَافًا عَنِ الْمَسْئَلَۃِ وَسَعْیًا عَلٰی اَھْلِہٖ وَتَعَطُّفًا عَلٰی جَارِہٖ لَقِیَ اللّٰہَ تَعَالٰی یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَوَجْھُہٗ مِثْلُ الْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ.

''جس نے دُنیا کو حلال ذریعہ سے سوال بچنے کی غرض سے اپنے اہل وعیال اَور پڑوسیوں کی اِمداد کے لیے حاصل کیا وہ قیامت میں اِس حالت میں اللہ سے ملاقات کرے گا کہ اُس کا چہرہ بدرِ کامل کی طرح منور ہوگا۔''

اِس حدیث کی روشنی میں حضرت شیخ الاسلامؒ کا مقامِ زُہد اَور مدینہ منورہ کی زندگی ملاحظہ فرمایئے غربت کی وجہ سے گھر بھر کی حالت یہ ہے کہ صرف تین پاؤ مسور کی دال کا پانی اَور ایک درجن سے زائد کھانے والے اِسی حالت میں مولانا عبدالحق صاحب مدنیؒ کے والد صاحب بہت کوشش کرتے ہیں کہ کسی طرح ٹیوشن قبول کرلیا جائے لیکن برابر اِنکار کرتے رہے بالآخر مفت پڑھانا گوارہ کیا اَور تعریف یہ کہ کسی کو اِس حالت کا علم نہ ہوا۔ حضرتؒ کی مدینہ منورہ کی یہ زاہدانہ زندگی حضور علیہ السلام کی اِس زندگی میں ملاحظہ فرمائیں :

قَالَتْ عَائِشَۃُؓ تَاْتِیْ عَلَیْنَا اَرْبَعُوْنَ لَیْلَۃً وَمَا یُوْقَدُ فِیْ بَیْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ مِصْبَاحٌ وَلَا نَارٌ قِیْلَ لَھَا فِیْمَا کُنْتُمْ تَعِیْشُوْنَ قَالَتْ بِالْاَسْوَدَیْنِ اَلتَّمْرُ وَالْمَآءُ. (رواہ احمد)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہمارے اُوپر چالیس چالیس راتیں گزر جاتی تھیں کہ نہ گھروں میں چراغ جلتا تھا اَور نہ آگ۔ کسی نے سوال کیا کہ پھر کس طرح گزران ہوتی تھی، فرمایا کھجوروں اَور پانی پر۔''

چنانچہ شیخ الاسلامؒ کے گھر میں کافی عرصہ تک تربوز کے چھلکے مسور کی دال کا پانی اَور کھجوروں پر ہی گزر اَوقات کی گئی ہے، یہ زُہد وتقوی کہ بالکل آنحضرت ﷺ کے نقش قدم پر ہیں۔

ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُوْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْم

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

یحیٰ بن معاذؒ فرماتے ہیں :

عَلَامَۃُ الزُّھْدِ ثَلَاثَۃٌ عَمَلٌ بِلَا عِلَاقَۃٍ وَ قَوْلٌ بِلَا طَمَعٍ وَعِزٌّ بِلَا رِیَاسَۃٍ.

(اِحیاء العلوم ج ۴ ص ۲۳۷)

''زُہد کی علامتیں تین ہیں عمل بلا کسی علاقہ کے ہو، قول بلا لالچ ہو اَور عزت بلا ریاست کے ہو یعنی خداداد۔''

آیئے اِن تین علامتوں کی روشنی میں ذرا حضرت شیخ الاسلامؒ کو دیکھیں، برسوں جنگ آزادی لڑیں، تقریریں کیں لیکن کیا حکومت کے لالچ کی وجہ سے؟ ہرگز نہیں، پھر خداداد عزت ایسی کہ کسی بادشاہ کو بھی میسر نہ ہوگی۔ سب جانتے ہیں کہ والی حجاز اِبن سعود، جواہر لال، صدر جمہوریہ راجندر پرشاد کس طرح آپ کے سامنے گردن جھکائے رہتے تھے۔

حضرتؒ جس طرف نکل جاتے تھے بلا اِطلاع کے اسٹیشنوں پر پرے کے پرے موجود، غرض کہ ایسی عزت ومقبولیت عامہ صدیاں گزرنے کے بعد بھی کسی کسی کو نصیب ہوتی ہے۔

قبولیت اِس کو کہتے ہیں ، مقبول ایسے ہوتے ہیں
عبید سود کا اُن کے ، لقب ہے یوسفِ ثانی

(جاری ہے)

قسط : ۳۰

تربیتِ اَولاد

﴿ اَز افادات : حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ ﴾

زیرِ نظر رسالہ ''تربیتِ اولاد'' حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے اِفادات کا مرتب مجموعہ ہے جس میں عقل و نقل اور تجربہ کی روشنی میں اَولاد کے ہونے ، نہ ہونے ، ہوکر مرجانے اور حالتِ حمل اور پیدائش سے لے کر زمانۂ بلوغ تک رُوحانی و جسمانی تعلیم و تربیت کے اِسلامی طریقے اَور شرعی احکام بتلائے گئے ہیں۔ پیدائش کے بعد پیش آنے والے معاملات ، عقیقہ ، ختنہ وغیرہ اُمور تفصیل کے ساتھ ذکر کیے گئے ہیں ، مرد عورت کے لیے ماں باپ بننے سے پہلے اور اُس کے بعد اِس کا مطالعہ اَولاد کی صحیح رہنمائی کے لیے انشاء اللہ مفید ہوگا۔ اِس کے مطابق عمل کرنے سے اَولاد نہ صرف دُنیا میں آنکھوں کی ٹھنڈک ہوگی بلکہ ذخیرۂ آخرت بھی ثابت ہوگی اِنشاء اللہ۔ اللہ پاک زائد سے زائد مسلمانوں کو اِس سے استفادہ کی توفیق نصیب فرمائے۔

سزا دینے میں ظلم و زیادتی نہ ہونے پائے اِس کی تدبیر :

حضرت والاؒ سے دریافت کیا گیا ہے کہ نوکر پر زبان سے یا ہاتھ سے سزا دینے میں زیادتی ہو جاتی ہے اَور بعد میں پچھتانا پڑتا ہے کوئی ایسی تدبیر اِرشاد فرمائیں جس سے زیادتی نہ ہو اَور سیاست میں بھی فرق نہ آئے۔ فرمایا بہتر تدبیر یہ ہے کہ زبان سے کچھ کہنے یا ہاتھ بڑھانے سے پہلے یہ سوچ لیا جائے کہ فلاں فلاں لفظ میں کہوں گا یا اِتنا ماروں گا پھر اِس کا اِلتزام کیا جائے کہ جتنا سوچا ہے اُس سے زیادہ نہ ہو جائے۔

سب سے بہتر علاج یہ ہے کہ غصہ میں نہ مارا کریں جب غصہ جاتا رہے تو سوچا کریں کہ کتنا قصور ہے اُتنی سزا دینی چاہیے یہ تو سلامتی کی بات ہے ورنہ لڑکے قیامت میں بدلہ لیں گے ناحق ستانے کا بڑا گناہ ہے۔

ایک عورت نے ایک بلی کو ستایا تھا جب وہ مرگئی تو حضور ﷺ نے دیکھا کہ وہ عورت جہنم میں ہے اَور وہ بلی اُس کو نوچتی ہے۔ جب بلی کو ستانے سے وہ عورت دوزخ میں گئی تو لڑکے تو اِنسان ہیں۔

اگر بہت زیادہ غصہ آئے تو کیا کریں :

اگر بہت زیادہ غصہ آئے تو اُس کو چاہیے کہ اُس کے سامنے سے خود ہٹ جائے یا اُسے ہٹا دے اَور ٹھنڈا پانی پی لے۔ اَور اگر زیادہ غصہ ہو تو یہ سوچ لے کہ اَللہ تعالیٰ کے بھی ہمارے اُوپر حقوق ہیں اَور ہم سے بھی غلطیاں ہوتی رہتی ہے جب وہ ہمیں معاف کرتے رہتے ہیں تو ہم کو بھی چاہیے کہ اُس شخص کی غلطی سے درگزر کریں ورنہ اَگر حق تعالیٰ بھی ہم سے اِنتقام لینے لگیں تو ہمارا کیا حال ہو۔

سزا دینے میں ظلم وزیادتی ہوگئی تو اُس کی تلافی کا طریقہ :

اگر کوئی اپنی زیادتی (اَور ظلم) کی تلافی کرنا چاہیے تو اُس کی تدبیر یہ ہے کہ سزا دینے کے بعد بچوں کے ساتھ شفقت کرو اَور جس پر زیادتی کی ہے اُس کے ساتھ احسان کرو یہاں تک کہ وہ خوش ہو جائے جیسے میرٹھ کے ایک رئیس نے ایک نوکر کے ایک طمانچہ مار دیا تھا پھر اُس کو اپنی غلطی کا احساس ہوا تو اُس کو ایک روپیہ دیا پھر دُوسرے نوکر سے کہا کہ اِس سے پوچھنا کہ اَب کیا حال ہے کہنے لگا کہ میں تو دُعاء کر رہا ہوں کہ ایک طمانچہ روز لگ جایا کرے۔

بس تلافی کا یہ طریقہ بہت اچھا ہے۔ اِس سے بچوں کے اَخلاق پر بھی برا اَثر نہ ہوگا اَور ظلم کا دفعیہ بھی ہو جائے گا۔

نافرمان اَولاد :

ایک صاحب نے عرض کیا کہ فلاں صاحب آنا چاہتے تھے مگر اُن کا لڑکا کچھ رقم لے کر بھاگ گیا ہے اِس پریشانی کی وجہ سے نہیں آسکے۔ فرمایا اَگر بالغ ہو گیا ہو تو نکال باہر کریں کس جھگڑے میں پڑے ہیں نالائق اَولاد کی مثال ایسی ہے جیسے زائد اُنگلی نکل آتی ہے کہ اگر رکھا جائے تو عیب ہے اگر کاٹا جائے تو تکلیف۔

اَولاد کی پرورش اَور علاج معالجہ کے سلسلہ میں پریشان ہونے سے بھی ترقی ہے :

میں نے ایک صاحب کو دیکھا جو عالم اَور ڈپٹی کلکٹر تھے جب اُن کی پینشن ہوگئی تو اُن کا جی چاہتا تھا کہ اَلگ بیٹھ کر اللہ اللہ کروں، خدا کی قدرت کہ ذکر و شغل شروع کرنے کے بعد اُن کے دو بیٹے ایک دم سے پاگل ہو گئے، وہ سخت پریشان ہو گئے کیونکہ اَب اُن کے علاج معالجہ میں مشغول ہونا پڑا وہ خلوت و یکسوی فوت

ہوگئی اَور بعض دفعہ اللہ اللہ کرنا بھی نصیب نہ ہوتا تھا لیکن عارف کے لیے کوئی پریشانی نہیں کیونکہ عارف اپنے لیے کوئی حالت تجویز نہیں کرتا جب تک حق تعالیٰ خلوت میں رکھیں خلوت میں رہتا ہے اَور جب وہ خلوت سے نکالنا چاہیں نکل جاتا ہے اَور اِسی میں راضی رہتا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اَصل مقصود حق تعالیٰ کی رضامندی ہے اَور وہ جس طرح خلوت میں ہوتی ہے بعض دفعہ مخلوق کی خدمت میں ہوتی ہے۔ تو کیا اُن کو مجنون (یعنی بیمار یا پاگل اَولاد) کی خدمت میں ثواب نہ ملتا ہوگا، ضرور ملتا ہوگا۔ اِس صورت میں یہ فکر ہی ترقی کا ذریعہ ہے اُس وقت بے فکری اَور خلوت مفید نہیں بلکہ خلوت میں اللہ اللہ کرنے سے جو ثواب ملتا ہے مجنون (یعنی بیمار یا پاگل اَولاد) کی خدمت میں اُس سے زیادہ ثواب ملتا ہے پھر پریشانی کس لیے؟

پریشانی کی وجہ اَور اُس کا حل :

یاد رکھیے! پریشانی کا مدار تجویز ہے کہ اِنسان اپنے لیے یا اپنے متعلقین کے لیے ایک خیالی پلاؤ پکا لیتا ہے کہ یہ لڑکا زندہ رہے اَور تعلیم یافتہ ہو اَور اِس کی اِتنی تنخواہ ہو پھر وہ ہماری خدمت کرے اَور یہ مال ہمارے پاس رہے اِس میں اِس طرح ترقی ہو اَور اِتنا نفع ہو۔ ہم سب اِس مرض میں مبتلا ہیں کہ دُور دَراز کی اُمیدیں پکانے لگتے ہیں پھر جب تجویز اَور اُمید کے خلاف ہوتا ہے تو پریشانی و رَنج میں گرفتار ہوتے ہیں۔ اگر پہلے سے کوئی تجویز نہ ہو تو پریشانی کبھی پاس نہ پھٹکے۔ اِسی لیے اہل اللہ سب سے زیادہ آرام و رَاحت میں ہوتے ہیں اُن کو کسی واقعہ سے پریشانی اَور غم نہیں ہوتا کیونکہ وہاں تجویز کا نشان ہی نہیں بلکہ تفویض کلی ہے (یعنی اللہ کے ہر فیصلہ پر راضی ہوتے ہیں)۔ (جاری ہے) ✿ ✿ ✿

ماہنامہ اَنوار مدینہ لاہور میں اِشتہار دے کر آپ اَپنے کاروبار کی تشہیر
اَور دینی اِدارہ کا تعاون ایک ساتھ کر سکتے ہیں!

نرخ نامہ

بیرون ٹائٹل مکمل صفحہ	2000		اَندرون رسالہ مکمل صفحہ	1000
اَندرون ٹائٹل مکمل صفحہ	1500		اَندرون رسالہ نصف صفحہ	500

قسط : ۱

حضرت اِمام حسین بن علی رضی اللہ عنہما

﴿ حضرت مولانا شاہ معین الدین صاحب ندویؒ ﴾

نام ونسب :

''حُسین'' نام، ''ابوعبداللہ'' کنیت، ''سیّد شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ ''اَور''رَیْحَانَۃِ النَّبِیِّ'' لقب، علی المرتضیٰؓ باپ اَور سیّدہ بتولؓ جگر گوشۂ رسول ماں تھیں، اِس لحاظ آپ کی ذات گرامی قریش کا خلاصہ اَور بنی ہاشم کا عطر تھی، شجرہ طیبہ یہ ہے: حسینؓ بن علیؓ بن اَبی طالب بن ہاشم بن عبدمناف قرشی ہاشمی ومطلبی۔ ع

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

پیدائش :

اَبھی آپ شکمِ مادر میں تھے کہ حضرت حارث رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی نے خواب دیکھا کہ کسی نے رسولِ اَکرم ﷺ کے جسم اَطہر کا ایک ٹکڑا کاٹ کر اِن کی گود میں رکھ دیا ہے۔ اُنہوں نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ (ﷺ) میں نے ایک ناگوار اَور بھیانک خواب دیکھا ہے، فرمایا کیا؟ عرض کیا ناقابلِ بیان ہے، فرمایا بیان کرو آخر کیا ہے؟ آنحضرت ﷺ کے اِصرار پر اُنہوں نے خواب بیان کیا: آپ ﷺ نے فرمایا یہ تو نہایت مبارک خواب ہے، فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کے لڑکا پیدا ہوگا اَور تم اُسے گود میں لوگی۔[۱]

کچھ دِنوں کے بعد اِس خواب کی تعبیر ملی اَور ریاض نبوی میں وہ خوش رنگ اَرغوانی پھول کھلا جس کی مہک حق وصداقت، جرأت و بسالت، عزم و اِستقلال، اِیمان وعمل اَور اِیثار وقربانی کی وادِیوں کو اَبدالآباد تک بساتی اَور جس کی رنگینی عقیق کی سُرخی، شفق کی گلونی اَور لالہ کے داغ کو ہمیشہ شرماتی رہے گی یعنی شعبان ۴ھ میں علیؓ کا کاشانہ حسینؓ کے تولد سے رَشکِ گلزار بنا۔

---

[۱] مستدرک حاکم ج۳ ص۱۷۶

وِلادت باسعادت کی خبر سن کر آنحضرت ﷺ تشریف لائے اَور فرمانے لگے بچے کو دِکھاؤ کیا نام رکھا گیا؟ اَور نومولود بچہ کو منگا کر اُس کے کانوں میں اَذان دی، اِس طرح گویا پہلی مرتبہ خود زبانِ وحی و اِلہام نے اِس بچہ کے کانوں میں توحید ِالٰہی کا صور پھونکا دَرحقیقت اُسی صور کا اَثر تھا کہ

سرداد ندداد دست در دستِ یزید
حقا کہ بنائے لاآلہ اَست حسین ؓ

پھر فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا کو عقیقہ کرنے اَور بچہ کے بالوں کے ہم وزن چاندی خیرات کرنے کا حکم دیا۔ پدر بزرگوار کے حکم کے مطابق فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا نے عقیقہ کیا[۱] والدین نے ''حرب'' نام رکھا تھا لیکن آنحضرت ﷺ کو یہ نام پسند نہ آیا آپ نے بدل کر ''حسین'' رکھا۔[۲]

عہدِ نبوی ﷺ :

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بچپن کے حالات میں صرف اُن کے ساتھ آنحضرت ﷺ کے پیار اَور محبت کے واقعات ملتے ہیں، آپ ﷺ اُن کے ساتھ غیر معمولی شفقت فرماتے تھے تقریبًا روزانہ دونوں کو دیکھنے کے لیے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے اَور دونوں کو بُلا کر پیار کرتے اَور کھلاتے، دونوں بچے آپ سے بے حد مانوس اَور شوخ تھے لیکن آپ نے کبھی کسی شوخی پر تنبیہ نہیں فرمائی بلکہ اُن کی شوخیاں دیکھ دیکھ کر خوش ہوتے تھے۔ اِس قسم کے تمام حالات حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے تذکرہ میں لکھے جاچکے ہیں اِس لیے یہاں اِن کے اعادہ کی حاجت نہیں، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سن صرف سات برس کا تھا کہ نانا کا سایۂ شفقت سر سے اُٹھ گیا۔

عہدِ صدیقی رضی اللہ عنہ :

حضرت اَبوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اِمام حسین رضی اللہ عنہ کی عمر سات آٹھ سال سے زیادہ نہ تھی، اِس لیے اُن کے عہد کا کوئی خاص واقعہ قابلِ ذکر نہیں ہے بجز اِس کے کہ حضرت اَبوبکر رضی اللہ عنہ نبیرۂ رسول کی حیثیت سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بہت مانتے تھے۔

---

[۱] مستدرک حاکم ج ۳ ص ۷۶ فضائل حسین ؓ، موطا اِمام مالک ؒ کتاب العقیقہ باب ماجاء فی العقیقہ میں بھی اِس کا ذکر ہے۔ [۲] اُسد الغابہ ج ۲ ص ۱۸

عہدِ فاروقی رضی اللہ عنہ :

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اِبتدائی عہدِ خلافت میں بھی بہت صغیر السن تھے اَلبتہ آخری عہد میں سن شعور کو پہنچ چکے تھے لیکن اِس عہد کی مہمات میں اُن کا نام نظر نہیں آتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر بڑی شفقت فرماتے تھے اَور قرابتِ رسول ﷺ کا خاص لحاظ رکھتے تھے چنانچہ جب بدری صحابہؓ کے لڑکوں کا دو ہزار وظیفہ مقرر کیا تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا محض قرابتِ رسول کے لحاظ سے پانچ ہزار ماہوار مقرر کیا۔ ۱

آپ کسی چیز میں بھی حضراتِ حسنین رضی اللہ عنہم کی ذاتِ گرامی کو نظر اَنداز نہ ہونے دیتے تھے، ایک مرتبہ یمن سے بہت سے حلے آئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تمام صحابہؓ میں تقسیم کیے۔ آپ قبر اَور منبر نبوی کے درمیان تشریف فرما تھے لوگ اُن حلوں کو پہن پہن کر شکریہ کے طور پر آکر سلام کرتے تھے، اِسی دَوران حضرت حسن رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے نکلے، آپ کا گھر حجرہ مسجد کے درمیان تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نظر اِن دونوں پر پڑی تو اُن کے جسموں پر حلے نظر نہ آئے، یہ دیکھ کر آپ کو تکلیف پہنچی اَور لوگوں سے فرمایا مجھے تمہیں حلے پہنا کر کوئی خوشی نہیں ہوئی، اُنہوں نے پوچھا اَمیر المؤمنین یہ کیوں؟ فرمایا اِس لیے کہ اِن دونوں لڑکوں کے جسم اِن حلوں سے خالی ہیں، اِس کے بعد فورًا حاکمِ یمن کو حکم بھیجا کہ جلد سے جلد دو حلے بھیجو اَور حلے منگوا کر دونوں بھائیوں کو پہنانے کے بعد فرمایا اَب مجھے خوشی ہوئی۔ ایک روایت یہ ہے کہ پہلے حلے حضرت حسن رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ کے لائق نہ تھے ۲

حضرت عمر رضی اللہ عنہ حسین رضی اللہ عنہ کو اپنے صاحبزادے عبداللہ سے بھی جو عمر اَور ذاتی فضل و کمال میں اُن دونوں سے فائق تھے زیادہ مانتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ منبر نبوی ﷺ پر خطبہ دے رہے تھے کہ حسین رضی اللہ عنہ آئے اَور منبر پر چڑھ کر کہا، میرے باپ (رسول اللہ ﷺ) کے منبر سے اُترو اَور اپنے باپ کے منبر پر جاؤ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اِس طفلانہ شوخی پر فرمایا میرے باپ کے تو کوئی منبر ہی نہ تھا اَور اُنہیں اپنے پاس بٹھالیا، خطبہ تمام کرنے کے بعد اُنہیں اپنے ساتھ گھر لیتے گئے راستہ میں پوچھا کہ یہ تم کو کس نے سکھایا تھا؟ بولے واللہ کسی نے نہیں، پھر فرمایا کبھی کبھی میرے پاس آیا کرو چنانچہ اِس اِرشاد کے

---

۱ فتوح البلدان بلاذری ذکر عطاء عمر بن الخطابؓ ۲ ابن عساکر ج ۴ ص ۳۲۱، ۳۲۳

مطابق ایک مرتبہ حسین رضی اللہ عنہ اُن کے پاس گئے، اُس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ معاویہ رضی اللہ عنہ سے تنہائی میں کچھ گفتگو کر رہے تھے اَور ابن عمر رضی اللہ عنہ دروازہ پر کھڑے تھے، حسین رضی اللہ عنہ بھی اُن ہی کے پاس کھڑے ہوگئے اَور بغیر مِلے ہوئے اُنکے ساتھ واپس چلے گئے، اِسکے بعد جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو آپ نے پوچھا کہ آئے کیوں نہیں؟ اُنہوں نے جواب دیا اَمیر المؤمنین! میں حاضر ہوا تھا مگر آپ معاویہؓ سے گفتگو میں مشغول تھے اِس لیے عبداللہ کے ساتھ کھڑا رہا پھر اُن ہی کے ساتھ لوٹ گیا۔ فرمایا تم کو اُن کا ساتھ دینے کی کیا ضرورت تھی، تم اُن سے زیادہ حقدار ہو جو کچھ ہماری عزت ہے وہ خدا کے بعد تم ہی لوگوں کی دی ہوئی ہے۔ ۱

عہدِ عثمانی رضی اللہ عنہ :

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں پورے جوان ہو چکے تھے، چنانچہ سب سے اَوّل اِسی عہد میں میدانِ جہاد میں قدم رکھا اَور سن ۳۰ ہجری میں طبرستان کی فوج کشی میں مجاہدانہ شریک ہوئے ۲ پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت برپا ہوئی اَور باغیوں نے قصر خلافت کا محاصرہ کر لیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دونوں بھائیوں کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حفاظت پر مامور کیا کہ باغی اَندر گھسنے نہ پائیں چنانچہ حفاظت کرنے والوں کے ساتھ اِن دونوں نے بھی نہایت بہادری کے ساتھ باغیوں کو اَندر گھسنے سے روکے رکھا۔ جب باغی کوٹھے پر چڑھ کر اَندر اُتر گئے اَور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر ڈالا اَور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شہادت کی خبر ہوئی تو اُنہوں نے دونوں بھائیوں سے نہایت سختی کے ساتھ باز پرس کی کہ تمہارے ہوتے ہوئے باغی کس طرح اَندر گھس گئے۔ ۳ (جاری ہے)

---

۱ اِصابہ ج ۲ ص ۱۵ ۲ ابن اثیر ج ۳ ص ۸۴ ۳ تاریخ الخلفاء لسیوطیؒ ص ۱۵۹

ختمِ بخاری شریف

جامعہ مدنیہ جدید میں تقریب ختمِ بخاری شریف کی مختصر رُوداد

یکم رجب المرجب مطابق ۴ر جون بروز ہفتہ صبح دس بجے جامعہ مدنیہ جدید میں ختمِ بخاری کی مبارک اَور مختصر تقریب منعقد ہوئی۔ تقریب کا آغاز قرآن پاک کی تلاوت سے ہوا پھر جامعہ مدنیہ جدید کے طلباء نے مختلف زبانوں میں نعتیں پڑھیں، بعد اَزاں شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالحلیم صاحب چشتی دامت برکاتہم العالیہ نے بخاری شریف کی آخری حدیث کا درس دیا اَور آخر میں دُعاء فرمائی۔

۱۶ر رجب المرجب مطابق ۱۹ر جون کو دورۂ حدیث شریف کے سالانہ اِمتحان میں کامیاب ہونے والے طلباء میں تقسیم اَسناد و دَستار بندی کی تقریب منعقد ہوئی جس میں مہتمم جامعہ شیخ الحدیث حضرتِ اقدس مولانا سیّد محمود میاں صاحب نے اپنے شاگردوں کو اَنمول نصائح اَور شفقت بھری دُعاؤں سے نوازا اَور آخر میں اَساتذہ کرام نے عزیز طلباء کی دَستار بندی کی اِس طرح یہ مبارک محفل حضرت مہتمم صاحب کی دُعاء پر اِختتام پذیر ہوئی۔ اس موقع پر حضرت مولانا عبدالقدوس صاحب قارن مدظلہم اَور جامعہ مدنیہ جدید کے اُستاذ الحدیث حضرت مولانا محمد حسن صاحب کے بیانات بھی ہوئے۔

اِمتحان کے اَوّل درجہ میں کامیابی حاصل کرنے پر مولوی ممتاز الحسن خان اَحسن بن مولانا عبدالحق خان بشیر کو پہلا اِنعام دیا گیا جبکہ مولوی محمد کاشف بن اَحمد دین کو دُوسرا اَور مولوی محمد مجید بن نیک محمد اَور مولوی محمد ندیم بن دین محمد کو تیسرا اِنعام دیا گیا۔

جامعہ مدنیہ جدید کے شعبہ کمپیوٹر میں جامعہ کے فاضل مولانا محمد عطاء اللہ صاحب مخدوم کی زیرنگرانی دورۂ حدیث کے ۲۸ر طلباء نے کمپیوٹر کی تعلیم حاصل کی اِمتحان میں کامیابی کے اِنہیں بھی اَسناد جاری کی گئیں۔

اللہ تعالیٰ اِس اِدارے کی اَور تمام دینی مدارس و مکاتب کی حفاظت فرمائے اَور اِن کی تمام دینی و ملی خدمات کو قبولیت سے سرفراز فرما کر مزید کی توفیق عطاء فرمائے، آمین بحرمة خاتم النبیین ﷺ

شَهَادَةُ الْعَالَمِيَّةِ فِى الْعُلُوْمِ الْعَرَبِيَّةِ وَالْاِسْلَامِيَّةِ

اَسماءِ گرامی طلباء شریک دورۂ حدیث شریف ۱۴۳۲ھ/۲۰۱۱ء

﴿ جامعہ مدنِیہ جدید مُحمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور ﴾

(۱۴۳۲ - ۰۷ - ۱۶ھ / 2011 - 06 - 19ء)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اِس سال جامعہ مدنیہ جدید میں دورۂ حدیث شریف کے 117 طلباء نے اَسناد حاصل کیں، فارغ ہونے والے طلباء کے نام مع نتائج درج ذیل ہیں۔ (ادارہ)

نمبر شمار	نام	ولدیت	ساکن	حاصل کردہ نمبر %	التقدیر
1	اَبرار احمد	حیدر زمان	مانسہرہ	50	جید
2	اَرشد حسن	سعادت خان	چترال	50	جید
3	اَرشد خان	اَنور شاہ	لاہور	50	جید
4	اَسد عباسی	مُحمد اوزیر	راولپنڈی	53	جید
5	اشرف علی	شمیے	کراچی	60	جید جدًا
6	اعجاز اِلیاس	مُحمد اِلیاس	قصور	67	جید جدًا
7	اَنس منظور	منظور حسین	راولپنڈی	63	جید جدًا
8	اَنیس الرحمٰن بھٹی	مُحمد عارف بھٹی	گجرات	70	جید جدًا
9	اِنعام اللّٰہ	سلیمان خان	ضلع دیامر	53	جید
10	آصف الرحمٰن	گل میر	ہنگو	50	جید

11	بسم اللّٰہ دین	فضل دین	کرک	50	جید
12	جواد معروف	مُحمد معروف	اَیبٹ آباد	52	جید
13	چوھدری اَبوبکر	چوھدری ملک خان	راولپنڈی	55	جید
14	چوھدری حفیظ اللّٰہ	چوھدری اللّٰہ وسایا	خانیوال	50	جید
15	حافظ اِفتخار اَحمد	عبدالغفور	مانسہرہ	45	مقبول
16	حافظ خالد محمود	قاری بشیر احمد	پاکپتن	50	جید
17	حافظ شمریزالرحمن	عثمان علی	لاھور	70	جید جدًا
18	حافظ مُحمد اَحمد	مُحمد دین	پاکپتن	52	جید
19	حافظ مُحمد رحیم	حاجی سلام گل	ژوب	68	جید جدًا
20	حافظ مُحمد طارق	مُحمد نذیر	سرگودھا	53	جید
21	حافظ مُحمد عرفان	عبدالرحیم	قصور	66	جید جدًا
22	حافظ محمود ذیشان	مُحمد اسلم	لاھور	45	مقبول
23	خالد حسین شاہ	نذیر مُحمد شاہ	مردان	53	جید
24	دِلشاد احمد	بادشاہ گل خان	کوھاٹ	43	مقبول
25	ذوالنورین شاہ	سیّد اَبوبکر صدیق	بھاولپور	71	جید جدًا
26	رابیاض خان	عبدالرؤف خان	بنوں	73	جید جدًا
27	زاھدُ اللّٰہ	صاحب زر	مانسہرہ	58	جید
28	زین اللّٰہ خان	پیداللّٰہ خان	میانوالی	55	جید

29	سجاد خان	اِفتخار حسین	خانیوال	55	جید
30	سعید احمد	مُحمد فاروق	قصور	60	جید جدًا
31	سلمان منصور	منصور علی شاہ	کوہاٹ	68	جید جدًا
32	سیّد احمد علی شاہ	سیّد غلام یٰسین شاہ	رحیم یار خان	45	مقبول
33	سیّد گل مُحمد	سیّد تاج مُحمد	پشین	50	جید
34	سیف الدین	نظام دین	مانسہرہ	63	جید جدًا
35	سیف اللّٰہ	سعد الدین	نوشہرہ	53	جید
36	سیف اللّٰہ	مُحمد شفیق	گوجرانوالہ	67	جید جدًا
37	شاد مُحمد	نعمت مولا	کراچی	53	جید
38	شاہ مُحمد	گل مُحمد	چترال	57	جید
39	شہزاد یُوسف	مُحمد یُوسف	قصور	51	جید
40	طاہر ریاض	ریاض حسین	خانیوال	50	جید
41	طلعت ذاکر عباسی	مُحمد ذاکر عباسی	راولپنڈی	53	جید
42	ظفر اِقبال نفیس	مُحمد موسیٰ	ڈیرہ غازی خان	63	جید جدًا
43	ظہور احمد	سیّد عبدالصمد	قلعہ عبد اللّٰہ	56	جید
44	ظہیر شہزاد	مُحمد حق نواز	کوئٹہ	55	جید
45	عاصم شاکر عباسی	مُحمد شاکر عباسی	راولپنڈی	64	جید جدًا
46	عبدالجبار	عبدالغفار خان	بنوں	50	جید

47	عبدالرؤف خان	مُحمد کریم خان	پونچھ	53	جید
48	عبد المنان	شاہ گوش	دیامر	58	جید
49	عبدالقادرخان	نعیم خان	کرک	58	جید
50	عبدالقیوم	مُحمد یوسف	مانسہرہ	68	جید جدًا
51	عبدالوحید	عبدالحئی	کوئٹہ	50	جید
52	عتیق الرحمٰن	مُحمد یامین	سدھنوتی	50	جید
53	عطاء اللّٰہ	غلام رسول	خضدار	65	جید جدًا
54	عنصر محمود	مُحمد رفیق	جھنگ	65	جید جدًا
55	غلام مُصطفٰی	مُحمد حسین	مظفرآباد	50	جید
56	غلام مُصطفٰی وسان	مُحمد بہادر	مٹیاری	43	مقبول
57	فرمان علی	گلزار احمد	سیالکوٹ	60	جید جدًا
58	فضل رحیم	عبد الحمید	لکی مروت	50	جید
59	فیاض احمد	عبدالقیوم	مانسہرہ	50	جید
60	فیصل خان	مُحمد نذیر	اَیبٹ آباد	70	جید جدًا
61	قسمت اللّٰہ	نظر گل خان	بنوں	67	جید جدًا
62	کلیم اللّٰہ	قربان علی	قلعہ عبداللّٰہ	45	مقبول
63	کمین گل	شان گل	ٹانک	50	جید
64	لیاقت شاہ	مُحمد شاہ	شانگلہ	50	جید

65	مُبشّر اجمل	مُحمد اجمل	خانیوال	63	جید جدًا
66	مُجاھد اِقبال	اللّٰہ بخش خان	ڈیرہ غازی خان	50	جید
67	مُحمد اِبراھیم	نور مُحمد	پشین	53	جید
68	مُحمد اِرشاد	مُحمد سردار	قصور	50	جید
69	مُحمد اَرشد	جُمعہ خان	دیامر	50	جید
70	مُحمد اِقبال	عبدالمجید	اَوکاڑہ	55	جید
71	مُحمد اِمتیاز	مُحمد اِبراھیم	قصور	50	جید
72	مُحمد آصف	مُحمد اَفسر خان	کوئٹہ	62	جید
73	مُحمد آصف	عبدالحمید	شیخوپورہ	67	جید جدًا
74	مُحمد آصف گلزار	گلزار	قصور	60	جید جدًا
75	مُحمد بلال سلیم	قاری مُحمد سلیم	گوجرانوالہ	73	جید جدًا
76	مُحمد حیات اللّٰہ	غلام بشیر	ڈیرہ اِسماعیل خان	42	مقبول
77	مُحمد رسول	مُحمد غلام	بدخشان	67	جید جدًا
78	مُحمد رمضان	رحمت علی	قصور	58	جید
79	مُحمد زاھد	عبدالصمد	ڈیرہ غازی خان	70	جید جدًا
80	مُحمد سلیم	عبدالقادر	چارسدہ	62	جید جدًا
81	مُحمد سلیم	نزیر احمد	بھاولنگر	53	جید
82	مُحمد سیف الرحمٰن	حافظ عزیز الرحمٰن	سرگودھا	52	جید

83	مُحمد شاہ	غلام علی	گھانچھے	70	جید جدًا
84	مُحمد شاھد	مُحمد علی	قصور	52	جید
85	مُحمد شعیب	مُحمد اشرف	لاھور	50	جید
86	مُحمد ضمیر	مُحمد بلند	سیالکوٹ	68	جید جدًا
87	مُحمد طارق	ولی مُحمد	صوابی	50	جید
88	مُحمد طٰسٓ	مُحمد یٰسین	اَوکاڑہ	50	جید
89	مُحمد طیّب	مُحمد بوٹا	خانیوال	50	جید
90	مُحمد عارف	شیر مُحمد	قصور	62	جید جدًا
91	مُحمد عامر	مُحمد اِسماعیل	قصور	60	جید جدًا
92	مُحمد عبداللّٰہ	ولائیت صاحب	کوھستان	60	جید جدًا
93	مُحمد عُبید اللّٰہ	عبد الحکیم عابد	قصور	42	مقبول
94	مُحمد عتیق اَصغر	مُحمد شاہ سوار	بھاولنگر	50	جید
95	مُحمد عثمان	مُحمد جھانگیر	گوجرانوالہ	50	جید
96	مُحمد عرفان	مُحمد صدیق	راولپنڈی	50	جید
97	مُحمد عمران	شاہ جھان	ڈیرہ اِسماعیل خان	53	جید
98	مُحمد عُمیرخان	مُحمد رفیق خان	جھنگ	67	جید جدًا
99	مُحمد فیاض	عبدالرشید	سیالکوٹ	72	جید جدًا
100	مُحمد قاسم	ظھور احمد	گوجرانوالہ	52	جید

101	مُحمد قاسم	عبدالغفور	سیالکوٹ	60	جید جدًا
102	مُحمد کاشف	احمد دین	قصور	81	ممتاز
103	مُحمد لُقمان	ظفراللہ	ڈیرہ غازی خان	73	جید جدًا
104	مُحمد مجید	نیک مُحمد	ننکانہ صاحب	80	ممتاز
105	مُحمد منور نواز	مُحمد نواز	بہاولپور	52	جید
106	مُحمد ماجد قریشی	مُحمد قمر قریشی	راولپنڈی	40	مقبول
107	مُحمد مکرم داد	ریشم داد	کرک	51	جید
108	مُحمد ندیم	دین مُحمد	سیالکوٹ	80	ممتاز
109	مُحمد وقاص	عیسٰی خان	مانسہرہ	70	جید جدًا
110	مُحمد ہارون	عبدالحق	ملتان	65	جید جدًا
111	مُمتاز الحسن خان	عبدالحق خان بشیر	گجرات	87	ممتاز
112	نثار احمد	سیّد عبدالصمد	قلعہ عبد اللہ	50	جید
113	نصراللہ جان	میرز علی خان	لکی مروت	58	جید
114	نعمان مُعاویہ	ذاکر حسین	لاہور	50	جید
115	واجد محمود	گوہر رحمٰن	ہری پور	70	جید جدًا
116	وحید اللہ خان	میرد علی خان	لکی مروت	52	جید
117	یاسر عرفات	عبدالرزاق شاہ	ڈیرہ اِسماعیل خان	58	جید

شبِ براءت...........فضائل و مسائل

﴿ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب، اُستاذ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

۞۞۞

ماہِ شعبان کی فضیلت :

یوں تو ہر دِن ہر مہینہ ہر سال ہی محترم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا ہے مگر کچھ دِن اَور مہینے ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے خاص فضیلت عطا کی ہے اُن میں سے ایک مہینہ شعبان المعظم کا بھی ہے، اِس مہینہ کی اَحادیثِ مبارکہ میں بڑی فضیلت آئی ہے۔ حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : ''شعبان میرا مہینہ ہے اَور رمضان اللہ تعالیٰ کا''۔ (مسند فردوس دیلمی)

حضرت اَنس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب رجب المرجب کا مہینہ شروع ہوتا تو آپ ﷺ یوں دُعا فرماتے : یا اللہ! رجب اَور شعبان کے مہینے میں ہمارے لیے برکت فرما اَور خیریت کے ساتھ ہم کو رمضان تک پہنچا''۔ (ابن عساکر)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ''جناب رسول اللہ ﷺ (شعبان میں) اِتنے زیادہ روزے رکھتے کہ ہم کہتے کہ اَب آپ افطار نہ کریں گے اَور کبھی آپ افطار کیے جاتے (یعنی روزے ہی نہ رکھتے) یہاں تک کہ ہم کہتے کہ اَب آپ روزے نہیں رکھیں گے اَور میں نے آپ کو کسی مہینہ میں شعبان کے مہینے سے زیادہ (نفلی) روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا''۔ (بخاری و مسلم)

اِس حدیث کے پیش ِنظر کسی کے دل میں یہ خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ شعبان کے مہینے میں کثرت سے روزے کیوں رکھتے تھے؟ تو اِس کی وجہ بھی حدیث میں موجود ہے، چنانچہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضرت اُسامہؓ نے ایک مرتبہ آپ سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کو شعبان میں زیادہ روزے رکھتے ہوئے دیکھتا ہوں اِس کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ''شعبان ایسا مہینہ ہے جو رجب اَور رمضان کے درمیان ہے لوگ اِس کی فضیلت سے غافل ہیں، اِس مہینہ میں اللہ رب العلمین کے حضور میں لوگوں کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں میری آرزو یہ ہے کہ جب میرے اعمال پیش ہوں تو میرا شمار روزہ داروں میں ہو''۔ (نسائی)

شبِ براءت کی فضیلت :

ماہِ شعبان المعظم میں ایک رات آتی ہے جو بڑی فضیلت والی رات ہے، اِس رات کے کئی نام ہیں : (۱) لَیْلَۃُ الْبَرَاءَ ۃُ یعنی دوزخ سے بری ہونے کی رات (۲) لَیْلَۃُ الصَّکِّ یعنی دستاویز والی رات (۳) لَیْلَۃُ الْمُبَارَکَۃِ یعنی برکتوں والی رات۔ عُرفِ عام میں اِسے '' شبِ براءت'' کہتے ہیں۔شب کے معنی فارسی زبان میں رات کے ہیں اَور براءت عربی کا لفظ ہے جس کے معنی بری ہونے اَور نجات پانے کے ہیں ۔ یہ شعبان کی پندرہویں شب کو ہوتی ہے۔ اَحادیثِ مبارکہ میں اِس شب کی بڑی فضیلت آئی ہے، ایک حدیث میں آتا ہے کہ ''اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں شب کو آسمانِ دُنیا پر نزول فرماتے ہیں اَور قبیلۂ بنوکلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے زیادہ گنہگاروں کی بخشش فرماتے ہیں'' (ترمذی وابن ماجہ)۔ کہتے ہیں کہ عرب میں اِس قبیلہ کے پاس تقریباً بیس ہزار بکریاں تھیں، اَندازہ فرمائیے کہ بیس ہزار بکریوں کے کتنے بال ہوں گے؟ اُن کا شمار کرنا بھی اِنسان کے بس کی بات نہیں ۔ اِس سے معلوم ہوا کہ اِس رات میں اِتنے لوگ دوزخ سے بری کیے جاتے ہیں جن کو شمار نہیں کیا جاسکتا۔

ایک دُوسری حدیث میں آتا ہے کہ ''جب شعبان کی پندرہویں شب آتی ہے تو (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) ایک اعلان کرنے والا اعلان کرتا ہے کہ کیا کوئی بخشش کا طلبگار ہے کہ میں اُس کو بخش دُوں، کیا کوئی رزق مانگنے والا ہے کہ میں اُسے رزق دُوں، کیا کوئی مصیبت زدہ ہے کہ میں اُسے (تکلیف) سے نجات دُوں، کیا کوئی ایسا ہے کیا کوئی ایسا ہے؟ غرض تمام رات اِسی طرح دربار رہتا ہے اَور عام بخشش کی بارش ہوتی رہتی ہے حتی کہ فجر ہوجاتی ہے (اَور دربار برخاست ہوجاتا ہے)''۔ (بیہقی)

شبِ براءت میں کیا ہوتا ہے؟ :

حضورِ اَنور ﷺ حضرت عائشہ ؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں: تمہیں معلوم ہے شعبان کی اس (پندرہویں) شب میں کیا ہوتا ہے؟ اُنہوں نے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اِس رات میں یہ ہوتا ہے کہ اِس سال میں جتنے پیدا ہونیوالے ہیں وہ سب لکھ دیے جاتے ہیں اَور جتنے اِس سال مرنے والے ہیں وہ سب بھی اِس رات میں لکھ دیے جاتے ہیں اَور اِس رات میں سب بندوں کے اعمال (سارے سال کے) اُٹھائے جاتے ہیں اَور اِسی رات میں لوگوں کی (مقررہ) روزی اُترتی ہے''۔ (بیہقی)

ایک اعتراض اَور اُس کا جواب :

یہاں ایک اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ روزی وغیرہ تو پہلے سے لوحِ محفوظ میں لکھی جا چکی ہے پھر اس کا کیا مطلب کہ اِس شب میں اِنسان کو ملنے والی روزی لکھ دی جاتی ہے۔ اِس اعتراض کا جواب علماء نے یہ دیا ہے کہ اِس شب مذکورہ کاموں کی فہرست لوحِ محفوظ سے علیحدہ کرکے اُن فرشتوں کے سُپرد کردی جاتی ہے جن کے ذمہ یہ کام ہیں۔ اَلغرض اِس رات پورے سال کا حال قلمبند ہوتا ہے رزق ، بیماری ، تنگی ، راحت و آرام ، دُکھ ، تکلیف حتی کہ ہروہ شخص جو اِس سال پیدا ہونے یا مرنے والا ہو اُس کا وقت بھی اِسی شب میں لکھا جاتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ اِس مہینے کی پندرہویں شب میں مَلَکُ الموت (عزرائیل علیہ السلام) کو ایک رجسٹر دیا جاتا ہے اَور حُکم دیا جاتا ہے کہ پورے سال میں مرنے والوں کے نام اِس رجسٹر سے نقل کرلو۔ کوئی آدمی کھیتی باڑی کرتا ہے ، کوئی نکاح کرتا ہے ، کوئی کوٹھی اَور بلڈنگ بنوانے میں مشغول ہے ، مگر اُس کو یہ بھی معلوم نہیں کہ میرا نام مُردوں کی فہرست میں لکھا جاچُکا ہے۔

حضور علیہ الصلٰوۃ والسّلام کا پندرہویں شب میں معمول :

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ :

''ایک رات رسولِ اَکرم ﷺ میرے گھر تشریف لائے اَور لباس تبدیل فرمانے لگے لیکن پورا لباس اُتارا نہ تھا کہ پھر کھڑے ہوگئے اَور لباس زیبِ تن فرمایا۔ اِس پر مجھے سخت رشک آیا اَور گمان ہوا کہ آپ میری کسی سوکن کے یہاں جارہے ہیں آپکی روانگی کے بعد میں بھی پیچھے پیچھے چلی یہاں تک کہ میں نے آپ کو ''بقیع غرقد'' (جنت البقیع) میں اِس حالت میں دیکھا کہ آپ مسلمان مرد وزَن اَور شہداء کے لیے مغفرت طلب فرما رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر میں نے دِل میں کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ اللہ کے کام میں مشغول ہوں اَور میں دُنیاوی کام میں لگی ہوئی ہوں ، اِس کے بعد میں لوٹ کر اپنے حجرہ میں آئی ، میں لمبی لمبی سانس لے رہی تھی کہ اتنے میں آپ ﷺ تشریف فرما ہوئے اَور فرمایا عائشہ کیا بات ہے سانس کیوں پُھول رہا ہے؟ میں نے کہا میرے ماں

باپ آپ پر قربان آپ تشریف لاکر لباس تبدیل فرمانے لگے، اَبھی لباس اُتارنے بھی نہ پائے تھے کہ دوبارہ لباس زیبِ تن کیا، اِس پر مجھے رَشک آیا اَور خیال ہوا کہ آپ کسی اَور زوجہ کے گھر تشریف لے جارہے ہیں تا آنکہ میں نے آپ کو قبرستان میں دُعا میں مشغول دیکھا۔ اِس پر آپ نے اِرشاد فرمایا اے عائشہ! کیا تمہیں یہ خوف ہے کہ اللہ اَور اُس کا رسول تم پر کوئی ظلم وزیادتی کرے گا؟

واقعہ یہ ہے کہ جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اُنہوں نے کہا کہ آج شعبان کی پندرھویں شب ہے جس میں قبیلہ بنو کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد کے برابر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی مغفرت فرماتے ہیں اَور مشرک، کینہ ور، قطع تعلقی کرنے والے، بدسلوک، غرور سے زمین پر لباس گھسیٹ کر چلنے والے، والدین کے نافرمان اَور عادی شراب خور کی طرف اِس شب نظرِ کرم نہیں فرماتے، اِس کے بعد آپ نے لباس اُتارا اَور فرمایا اے عائشہؓ شب بیداری کی اِجازت ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں میرے ماں باپ آپ پر قربان بصد شوق چنانچہ آپ کھڑے ہوگئے اَور عبادت کرنے لگے۔ دورانِ نماز ایک بڑا لمبا سجدہ کیا جس پر مجھے آپ کی قبضِ رُوح کا گمان ہوا، میں اُٹھ کر آپ کو دیکھنے بھالنے لگی میں نے آپ کے تلووں کو ہاتھ لگایا تو اُن میں حرکت تھی، اِس پر مجھے خوشی ہوئی۔ میں نے آپ کو سجدہ میں یہ دُعا کرتے سُنا :

اَعُوْذُ بِعَفْوِکَ مِنْ عِقَابِکَ وَاَعُوْذُ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنْکَ جَلَّ وَجْهُکَ لَآ اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ

صبح کو میں نے آپ سے اِن دُعاؤں کا تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اِن دُعاؤں کو یاد کرلو اَور دُوسروں کو بھی اِن کی تعلیم دو کیونکہ جبرئیل علیہ السلام نے مجھے یہ دُعائیں سکھائیں اَور کہا کہ سجدہ میں یہ مکرر سہ کرر پڑھی جائیں''۔ (ماثبت بالسنۃ ص ۱۷۳)

شبِ براءت میں کن لوگوں کی بخشش نہیں ہوتی ؟ :

بہت سی حدیثوں میں یہ بات بیان کی گئی ہے کہ کچھ بدنصیب لوگ ایسے ہیں کہ اِس برکت والی رات

میں بھی رحمتِ خداوندی سے محروم رہتے ہیں اَور اُن پر نظرِ عنایت نہیں ہوتی۔ ذیل میں ایسے بد قسمت لوگوں کی فہرست پیش کی جاتی ہے تاکہ لوگوں کو عبرت حاصل ہو :

(۱) مُشرک (۲) جادُوگر (۳) کاہن و نجومی (۴) بُغض اَور کینہ رکھنے والا (۵) جلّاد
(۶) ظُلم سے ٹیکس وصول کرنے والا (۷) باجا بجانے والا اَور اُن میں مصروف رہنے والا
(۸) جُوا کھیلنے والا (۹) ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے والا (۱۰) زانی مرد و عورت
(۱۱) والدین کا نافرمان (۱۲) شراب پینے والا اَور اُس کا عادی (۱۳) رشتہ داروں اَور مسلمان بھائی سے ناحق قطع تعلقی کرنے والا۔

یہ وہ بد قسمت لوگ ہیں جن کی اِس بابرکت رات میں بھی بخشش نہیں ہوتی اَور رحمتِ خداوندی سے محروم رہتے ہیں۔ اِس لیے ہر مسلمان کو چاہیے کہ اپنے گریبان میں مُنہ ڈالے اَور غور و فکر کرے کہ کہیں اِن عیبوں میں سے میرے اَندر تو کوئی عیب اَور بُرائی نہیں، اگر ہو تو اُس سے توبہ کرے اَور حق تعالیٰ کی طرف رُجوع کرے، یہ خیال نہ کرے کہ میرے اِتنے اَور ایسے گناہ کیسے معاف ہوں گے، یہ شیطانی خیال ہے۔

پندرہویں شعبان کے روزہ کا حُکم :

آنحضرت ﷺ شعبان میں کثرت سے روزے رکھا کرتے تھے اَور دُوسروں کو بھی اِس کی ترغیب دیتے تھے، خاص طور پر پندرہویں شب کے روزے کے متعلق حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ کا یہ اِرشاد منقول ہے ''جب شعبان کی پندرہویں شب آئے تو رات کو قیام کرو (یعنی نمازیں پڑھو) اَور (اگلے) دِن کا روزہ رکھو''۔ (ابن ماجہ)

شبِ براءت میں ہمیں کیا کرنا چاہیے اَور کن کاموں سے بچنا چاہیے :

(۱) اِس رات میں قیام کرنا یعنی نوافل پڑھنا مستحب ہے۔
(۲) قبرستان جانا اَور مُسلمان مرد و زن کے لیے اِیصالِ ثواب کرنا مستحب ہے۔
(۳) اگلے دِن کا روزہ رکھنا مستحب ہے۔

اِس شب میں صلٰوۃ التسبیح پڑھیں، تہجد پڑھیں اَور اِس بات کا خاص خیال رکھیں کہ عشاء اَور فجر کی نماز ضرور جماعت کے ساتھ اَدا کریں، ایسا نہ ہو کہ نفلوں میں تو لگے رہیں اَور فرائض چھوٹ جائیں۔ (باقی صفحہ ۵۹)

اُستاذ العلماء والقراء قسط : ۲

حضرت مولانا قاری شریف اَحمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ

حالات وخدمات

﴿ جناب مولانا حافظ تنویر اَحمد صاحب شریفی، خطیب جامع مسجد سٹی اسٹیشن، کراچی ﴾

تصنیفات وتالیفات :

تصنیف وتالیف کا شغف اَکابر دیوبند اَور اَساتذۂ کرام سے ورثے میں ملا تھا جو زندگی بھر قائم رہا۔ پاکستان بننے کے بعد اَوقاتِ نماز کا نقشہ مرتب کرنے کے لیے شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن محدث دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردِ رشید حضرت مولانا محمد صادق صاحب سندھی رحمۃ اللہ علیہ جو سندھ اَور بلوچستان میں تحریک شیخ الہندؒ کے معتمد رہنما تھے اَور بڑے کارنامے اَنجام دیے تھے۔ ۱۹۰۹ء میں حضرت شیخ الہندؒ نے حضرت مولانا عبید اللہ صاحب سندھی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ جمعیت الانصار کے قیام سے تحریک کے نئے دَور کے آغاز کے لیے اِنھیں بھی دیوبند بُلایا تھا۔ جمعیت علمائے ہند کے قیام کے بعد سندھ میں وہی پہلے رہنما اَور سربرآوردہ شخصیت تھے۔ سب سے پہلے اِن ہی کی تحریک پر حضرت قاری صاحبؒ نے اَوقاتِ نماز کا نقشہ مرتب کیا تھا جس کی تکمیل میں پورے دو سال لگے تھے کیونکہ یہ نقشہ مشاہدے اَور تجربات کی بنیاد پر مرتب ہوا۔ شہر کراچی میں بِلا تفریق مسلک یہی نقشہ مساجد میں آویزاں تھا۔

دار العلوم اَمجدیہ (بریلوی مسلک) اَور دارُ العلوم کراچی کا مرتبہ نقشہ دَراصل اِسی کی نقل ہے اِس نقشے کو حضرت مولانا محمد صادق صاحب سندھیؒ، حضرت مولانا فضل اللہ شکار پوری (خلیفۂ مجاز حضرت حکیم الامت)، مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع عثمانی، محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوری، مفسرِ قرآن خطیب الامت حضرت مولانا اِحتشام الحق تھانوی، مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا ولی حسن ٹونکی، حضرت مولانا عاشق اِلٰہی بلند شہری مہاجر مدنی رحمہم اللہ جیسے اَصحابِ فضائل وکمالات کی تائید وتوثیق حاصل تھی۔

کراچی کے ایک عالم دین حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانویؒ نے ایک عرصے کے بعد حضرت قاری صاحب اَور حضرت حاجی وجیہ الدین رحمہما اللہ تعالیٰ کے مرتب کردہ نقشوں پر عدم اعتماد کا اِظہار کیا۔ اِن کی تحقیق یہ سامنے آئی کہ فجر (صبح صادق) مذکورہ بالا نقشے میں مقرر و متعین وقت سے دس تا پندرہ منٹ بعد ہوتی ہے اَور عشا کا وقت دس بارہ منٹ پہلے شروع ہو جاتا ہے۔ اِس پر اہلِ علم میں ایک عرصے تک خوب بحثیں چلیں اَور خصوصاً رمضان المبارک میں یہ مسئلہ کھڑا کرایا جاتا۔ اَخبارات کے مراسلے اِسی مسئلے سے بھرے ہوئے ہوتے لیکن حضرت مفتی اعظم پاکستانؒ اَور حضرت محدث العصرؒ نے مفتی رشید احمد لدھیانویؒ کی تحقیق جدید پر صاد کیا تو حضرت قاری صاحبؒ نے اِس بحث کو طول دینا مناسب نہ سمجھا اَور نقشے کی اِشاعت کو روک دیا۔

حضرت قاری صاحبؒ نے اِس دینی خدمت کے ایک پہلو کو اپنی زندگی میں نمایاں نہیں ہونے دیا تھا لیکن حضرتؒ کی رحلت کے بعد اِس کے منکشف کر دینے میں کوئی اَمر مانع نہیں ہونا چاہیے۔ اس مرحلے میں حضرت قاری صاحبؒ نے فیصلہ کیا کہ یہ مسئلہ اَخبارات میں بحث کے ذریعے طے کرنے کے بجائے مناسب ہوگا کہ عملاً اِس کا تجربہ دیدۂ روشن سے اِس کا مشاہدہ کرا دیا جائے تاکہ حقیقت سے کسی کے گریز کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے۔ اِس کے لیے اُنہوں نے مشہور ماہر فلکیات حضرت پروفیسر عبداللطیف صاحب مدظلہم کو آمادہ کیا کہ اَکابر وقت کو صبح صادق کا مشاہدہ کرایا جائے۔ موصوف نے ۱۹۷۳ء میں اِس کا اہتمام کیا اَور سپر ہائی وے پر گڈاپ کے قریب، میر پور ساکرو، جنبھان سومرو نزد ٹھٹھ و محمد خان اَور مدینہ منورہ میں مشاہدے کرائے۔ مفتی صاحبؒ کا کہنا تھا کہ آج تک پاک و ہند اَور پوری دُنیا میں جو اَوقات نماز کے نقشے ہیں اُن میں صبح صادق اَور عشا کا وقت غلط ہے اِس لیے مدینہ طیبہ میں بھی مشاہدہ کیا گیا۔ اِن مشاہدات میں حافظ عبدالرشید سورتی (تلمیذ حضرت قاری صاحبؒ)، جناب محمد یامین (مکی مسجد)، جناب محمد رفیق، مولانا مفتی محمد شاہد، ماسٹر محمد رفیق، جناب محمد علی، مولانا عبدالقیوم، حضرت مولانا محمد یحيٰی مدنی مدظلہٗ، حاجی محمد اَمین (مکی مسجد)، حضرت مولانا عاشق الٰہی بلند شہریؒ، حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، حضرت مولانا مفتی عبدالسلام چاٹگامی مدظلہٗ، مولانا قاری مفتاح اللہ مدظلہٗ، مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا ولی حسن ٹونکیؒ، جناب عبدالستارؒ پین والے، جناب اَنوار محمد (گورنمنٹ کالج ناظم آباد)، جناب محمد شمیم، حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہٗ، حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہٗ، مولانا بشیر احمد (میسور، اِنڈیا) وغیرہ شریک رہے۔

پروفیسر صاحب مدظلہم کو اِن مشاہدات کو کرانے میں تین سال لگے۔

اِن مشاہدات کے بعد حضرت مفتی اعظم پاکستانؒ اَور حضرت محدث العصرؒ نے مفتی رشید احمد صاحب لدھیانویؒ کی تحقیق جدید سے رجوع کرلیا۔ یہ حضرت قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حسنات میں اہم ترین نیکی ہے جس کی وجہ سے روزے اَور نمازیں درست سمت کی طرف واپس آ گئیں۔

تفصیل کے لیے دیکھئے: حضرت قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مرتب کردہ ''شرعی دائمی جنتری'' اَور پروفیسر عبداللطیف مدظلہم کی کتاب ''صبح صادق و صبح کاذب''۔

دونوں بزرگوں کے رجوع کے بعد حضرت قاری صاحبؒ نے نقشہ کی اِشاعت دوبارہ شروع کردی، بحمداللہ آج بھی اِس کی اِشاعت ہورہی ہے اَور مساجد کے لیے فی سبیل اللہ وہ نقشہ دیا جاتا ہے۔

حیدر آباد سندھ کے اَحباب نے بھی حضرت قاری صاحبؒ سے حیدر آباد کا نقشہ مرتب کرایا تھا جو وہاں چھپ بھی گیا تھا۔

حضرت قاری صاحبؒ کی تقریباً تین درجن سے زائد تالیفات دینی موضوعات پر نہایت مفید و موثر شائع ہوچکی ہیں جن کی تفصیل یہ ہے :

قرآنیات :

(۱) ''تاریخ قرآن'' : اِس میں تاریخ نزول قرآن، اعجاز قرآن، جمع و تدوین قرآن، حفاظت قرآن اَور اُس کے مختلف ذرائع، اشاعت قرآن، تاثیر قرآن، فضائل قرآن، آداب تلاوت قرآن اِنتہائی اہم موضوعات ہیں۔ اِس کی تکمیل حضرت قاری صاحبؒ نے ۲۴ رمضان المبارک ۱۳۹۷ھ/ ۹ ستمبر ۱۹۷۷ء بروز جمعہ نزول قرآن کی یادگار شب میں فرمائی۔ ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء میں راقم الحروف نے اِس پر نظر ثانی اَور اضافہ کیا۔ اِن اِضافوں میں علمائے دیوبند کی تجوید میں تدریسی خدمات، فن تجوید میں علمائے دیوبند کی تصنیفی خدمات، علمائے دیوبند میں فن تجوید و قراءت کے ماہر، علمائے دیوبند اَور ترجمۂ قرآن کریم، علمائے دیوبند اَور تفاسیر قرآن، کتب تفاسیر کے تراجم، اُصول تفسیر و علوم القرآن میں علمائے دیوبند کی خدمات جیسے عنوانات واَبواب شامل ہیں۔

(۲) ''قرآن کی فضیلت و عظمت'': اِس میں قرآن کریم کے حفظ کی فضیلت، قرآن پڑھنے کے

بعد اُس کے یاد رکھنے کی فضیلت دِل نشین اَنداز میں تحریر فرمائی ہیں۔ یہ رسالہ رمضان المبارک ۱۳۸۴ھ/ ۱۹۶۴ء میں تالیف فرمایا۔

(۳) ''آسان نورانی قاعدہ'' : اِس کی ترتیب ایسی آسان ہے کہ ایک مرتبہ اِس کو کسی اُستاذ سے پڑھ لیا جائے تو قرآن مجید پڑھنا آسان ہو جاتا ہے۔

(۴) ''یسرنا القرآن'' : یہ قاعدہ حضرت قاری صاحبؒ نے اُس زمانے میں مرتب فرمایا تھا جب ''مکتبۂ رُشیدیہ'' قائم نہیں ہوا تھا۔ یہ سب سے پہلے حافظ عبدالمنان تھانویؒ نے شائع کیا تھا۔

حدیثیات :

(۵) ''چہل حدیث اَور اُن کی تشریح'' : اِس میں چالیس اَحادیث مبارکہ جو اِنتہائی اہم اُمور پر ہیں جمع فرمائی ہیں، بہت سے سکول و مدارس میں شاملِ نصاب ہے۔

اَرکانِ اِسلام :

(۶) ''ترغیب الصلوٰۃ'' : اِس مختصر مگر اہم رسالے میں نماز کے فوائد، نہ پڑھنے پر وعیدیں جمع کی گئی ہیں۔

(۷) ''نماز کی کتاب'' : احکام و مسائل پر مشتمل۔

(۸) ''نماز مترجم'' : اِسلام کے کلمے، اَذان، وضو اَور طریقۂ نماز مع مسنون دُعائیں۔ اِس رسالے کا گجراتی ترجمہ بھی شائع ہوا ہے۔

(۹) ''جنت کی کنجی'' : نماز سے متعلق مسائل۔

(۱۰) ''شرعی دائمی جنتری'' : نماز کے اَوقات (کراچی کے لیے) اِس کے اہم مسائل اَور محکمۂ موسمیات و علمائے کرام کی تصدیقات۔

(۱۱) ''اَوقاتِ نماز'' : (حیدر آباد سندھ کے لیے)۔

(۱۲) ''تحفۃ الصیام'' : اِس میں روزے کی تاریخ، دیگر اُمتوں کا روزے سے تعلق، روزے کی فضیلت، روزے دار کی فضیلت، روزہ رکھنے کی فضیلت، نہ رکھنے پر وعیدیں، اِن سب کو تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔

(۱۳) ''فضائل الشہور والایّام'' : اِس میں بارہ مہینوں کے فضائل، دِنوں کے فضائل اَور اُن میں کیے جانے والے اعمال جو کتاب وسنت سے ثابت ہیں وہ ذکر فرمائے ہیں۔ تحفۃ الصیام اَور فضائل الشہور والایام ایک ہی جلد میں دستیاب ہیں۔

(۱۴) ''اِسلام کا نظامِ زکوٰۃ'' (دو حصے) : اِس میں نظامِ زکوٰۃ وعشر پر اِنتہائی عام فہم اَنداز میں تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔

(۱۵) ''معین الحجاج'' (تین حصے) : پہلے حصے میں ضروری ہدایات، دُوسرے میں مسائل حج اِنتہائی آسان اَنداز میں، تیسرے حصے میں مدینہ منورہ اَور مسجد نبوی کی فضیلت، رَوضۂ اَطہر پر حاضری کے آداب ومسائل بیان کیے گئے ہیں۔

(۱۶) ''معلومات حج'' : یہ بھی حج کے مسائل پر تھی، جب ''معین الحجاج'' تالیف فرمائی تو اُس کی اشاعت کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔

(۱۷) ''طریقۂ حج'' : یہ کتاب مختصر ہونے کے ساتھ ساتھ حج کے مسائل کا احاطہ بھی کرتی ہے۔ کم فرصت اَور کم پڑھے لکھے زائرین کی سہولت کے لیے لکھی گئی اِس کتاب کا گجراتی اَور سندھی زبان میں ترجمہ بھی ہوا ہے۔

(۱۸) ''طریقۂ عمرہ'' : عمرے کے مسائل پر مختصر مگر جامع کتاب ہے اِس کا بھی گجراتی اَور سندھی زبان میں ترجمہ ہوا ہے۔

سیرت وسوانح :

(۱۹) ''ذکرِ رسول ﷺ'' : اِس میں حضورِ اَقدس ﷺ کے مبارک حالات وِلادت سے نبوت تک بیان کیے گئے ہیں۔

(۲۰) ''معراج رسول ﷺ'' : حضور علیہ السلام کا سفر معراج اَور اُس میں پیش آنے والے واقعات سبق آموز اَنداز میں بیان کیے ہیں۔

(۲۱) ''سفرِ ہجرت کا حکم اَور یارِ غار''۔

(جاری ہے)

رمضان المبارک کی عظیم الشان فضیلتیں اَور برکتیں

﴿ جناب مولانا مفتی محمد رضوان صاحب، راولپنڈی ﴾

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رمضان المبارک سے متعلق اہم خطبہ :

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شعبان کے مہینہ کی آخری تاریخ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک خطبہ دیا اِس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اے لوگو! تم پرایک عظمت اَور برکت والا مہینہ سایہ فگن ہو رہا ہے اِس مبارک مہینے میں ایک رات (شبِ قدر) ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اِس مہینے کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کیے ہیں اَور اِس کی راتوں میں بارگاہِ خداوندی میں کھڑے ہونے (یعنی تراویح پڑھنے) کو نفل عبادت مقرر کیا ہے (جسکا بہت بڑا ثواب رکھا ہے) جو شخص اِس مہینے میں اللہ کی رضا اَور اُس کا قرب حاصل کرنے کے لیے کوئی غیر فرض عبادت (یعنی سنت یا نفل) اَدا کرے گا تو اُس کو دُوسرے زمانے کے فرضوں کے برابر اُس کا ثواب ملے گا اَور اِس مہینے میں فرض اَدا کرنے کا ثواب دُوسرے زمانے کے ستر فرضوں کے برابر ملے گا۔ یہ صبر کا مہینہ ہے اَور صبر کا بدلہ جنت ہے۔ یہ ہمدردی اَور غمخواری کا مہینہ ہے اَور یہی وہ مہینہ ہے جس میں مومن بندوں کے رزق میں اِضافہ کیا جاتا ہے جس نے اِس مہینے میں کسی روزہ دار کو (اللہ کی رضا اَور ثواب حاصل کرنے کے لیے) افطار کرایا تو یہ اُس کے لیے گناہوں کی مغفرت اَور دوزخ کی آگ سے آزادی کا ذریعہ ہوگا اَور اُس کو روزہ دار کے برابر ثواب دیا جائے گا بغیر اِس کے کہ روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی کی جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے ہر ایک کو تو افطار کرانے کا سامان میسر نہیں ہوتا تو (کیا غریب لوگ اِس عظیم ثواب سے محروم رہیں گے؟)'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہ ثواب اُس شخص کو بھی دے گا جو ایک کھجور یا دُودھ کی تھوڑی سی لسی پر

یا صرف پانی ہی کے ایک گھونٹ پر کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرا دے۔

(اِس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا) اِس مبارک مہینہ کا پہلا حصہ رحمت ہے، درمیانی حصہ مغفرت ہے اَور آخری حصہ دوزخ کی آگ سے آزادی ہے۔ (اِس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا) اَور جو آدمی اِس مہینے میں اپنے غلام وخادم کے کام میں ہلکا پن اَور کمی کردے گا اللہ تعالیٰ اُسکی مغفرت فرما دے گا اَور اُسکو دوزخ سے رہائی اَور آزادی دے گا۔ اَور اِس مہینہ میں چار چیزوں کی کثرت رکھا کرو جن میں سے دو چیزیں ایسی ہیں کہ تم اِن کے ذریعہ سے اپنے رب کو راضی کر سکتے ہو اَور دو چیزیں ایسی ہیں جن سے تم کبھی بے نیاز نہیں ہو سکتے۔ پہلی دو چیزیں جن سے تم اپنے رب کو راضی کر سکتے ہو وہ کلمہ طیبہ اَور استغفار کی کثرت ہے اَور دُوسری دو چیزیں یہ ہیں کہ جنت کا سوال کرو اَور دوزخ سے پناہ مانگو۔ اَور جو کوئی کسی روزہ دار کو پانی سے سیراب کرے گا اُسکو اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) میرے حوضِ (کوثر) سے ایسا سیراب کرے گا جس کے بعد اُسکو کبھی پیاس ہی نہیں لگے گی یہاں تک کہ وہ جنت میں پہنچ جائے گا۔ (بیہقی، ترغیب وترہیب)

فائدہ : نبی کریم ﷺ کا اِتنا اہتمام کہ شعبان کی آخری تاریخ میں خاص طور سے اِس کا وعظ فرمایا اَور لوگوں کو تنبیہ فرمائی تاکہ رمضان المبارک کا ایک لمحہ بھی غفلت میں نہ گزر جائے، پھر اِس وعظ میں تمام مہینے کی فضیلت بیان فرمانے کے بعد چند اہم چیزوں کی طرف خاص طور پر متوجہ فرمایا، سب سے پہلے ''شبِ قدر'' کہ وہ حقیقت میں بہت اہم رات ہے، اِس کے بعد اِرشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اِس کے روزہ کو فرض کیا اَور اِس کے قیام یعنی تراویح کو سنت کیا۔

☆ اِس خطبہ میں فرمایا کہ ''اِس مبارک مہینہ میں جو شخص کسی قسم کی نفلی عبادت کرے گا اُس کا ثواب دُوسرے زمانہ کی فرض نیکی کے برابر ملے گا اَور فرض نیکی کرنیوالے کو دُوسرے زمانہ کے ستر فرض اَدا کرنے کا ثواب ملے گا'' یوں سمجھ لیں کہ ''شبِ قدر'' کی خصوصیت تو رمضان المبارک کی ایک مخصوص رات کی خصوصیت ہے لیکن نیکی کا ثواب ستر گنا ملنا یہ رمضان المبارک کے ہر دن اَور ہر رات کی برکت اَور فضیلت ہے۔

☆ اِس خطبہ میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''یہ صبر اَور غمخواری کا مہینہ ہے'' اَور یہ بھی فرمایا

کہ ''جو آدمی اِس مہینے میں اپنے غلام و خادم کے کام میں ہلکا پن اَور کمی کردے گا اللہ تعالیٰ اُس کی مغفرت فرمادے گا اَور اُس کو دوزخ سے رہائی اَور آزادی دے گا''۔ دینی زبان میں صبر کے اَصل معنی ہیں اللہ کی رضا کے لیے اپنے نفس کی خواہشوں کو دبانا اَور تلخیوں اَور ناگواریوں کو جھیلنا۔ ظاہر ہے کہ روزے کا اَوّل و آخر ایسا ہی ہے نیز روزہ رکھ کر ہر روزہ دار کو تجربہ ہوتا ہے کہ فاقہ کیسی تکلیف کی چیز ہے اِس سے اُس کے اَندر غرباء اَور مساکین کی ہمدردی اَور غمخواری کا جذبہ پیدا ہونا چاہیے۔

ایک روایت میں ہے کہ جب رمضان کا مہینہ داخل ہوتا تھا تو نبی علیہ السلام قیدیوں کو رہائی دے دیتے تھے اَور ضرورت مند سائل کو محروم نہیں کیا کرتے تھے۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ سخی تھے اَور رمضان المبارک میں جب جبرائیل علیہ السلام آپ سے ملاقات کرتے تھے تو آپ بہت زیادہ سخی اَور فیاض ہوتے تھے اَور جبرائیل علیہ السلام آپ سے رمضان کی ہر رات میں ملاقات کرتے تھے اَور وہ حضور ﷺ سے قرآن پاک کا دَور کرتے تھے، یقیناً رسول اللہ ﷺ سے جب جبرائیل علیہ السلام ملاقات کرتے تھے تو آپ ﷺ بھلائی اَور خیر کے کاموں میں تیز ہوا سے بھی زیادہ فیاضی و سخاوت فرماتے تھے۔ (بخاری، مسلم، نسائی)

لٰہذا اپنے محلے میں، دوستوں اَور عزیز و اَقارب میں جو بیمار نادار اَور غریب ہوں اپنی وسعت کے مطابق اُن کی مدد کرنی چاہیے۔ بعض روزہ دار رَوزہ کی حالت میں بڑی بے صبری کا مظاہرہ کرتے ہیں، ذرا ذرا سی بات پر بیوی سے لڑنا، بچوں کو پیٹنا، ملازمین کو ڈانٹنا غرضیکہ اُن کا روزہ رکھنا دُوسروں کے لیے ایک آفتِ ناگہانی بن جاتا ہے، یہ بڑی معیوب بات ہے اَیسا ہرگز نہ کرنا چاہیے۔ بعض لوگ لڑتے جھگڑتے تو نہیں لیکن گرمی اَور بھوک و پیاس ہی کا گِلہ شکوہ کرتے رہتے ہیں، جب اُن سے ملو اُن کے پاس یہی قصہ ملتا ہے اَور بعض لوگ کچھ زیادہ ہی ہائے ہوئی کرتے ہوئے دیکھے جاتے ہیں، یہ سب بے صبری کی باتیں ہیں، صبر کا مہینہ بتلانے کا منشاء یہی ہے کہ حتی الامکان صبر و ضبط سے کام لیا جائے۔

☆ اِس خطبہ میں یہ بھی فرمایا کہ ''اِس بابرکت مہینے میں اِیمان والوں کے رزقِ حلال میں اِضافہ کیا جاتا ہے'' اِس کا تجربہ تو ہر اِیمان والے روزہ دار کو ہوتا ہے کہ رمضان المبارک میں جتنا اچھا اَور جتنا فراخ کھانے پینے کو ملتا ہے باقی گیارہ مہینوں میں اِتنا نصیب نہیں ہوتا، یہ سب اللہ ہی کے حکم اَور فیصلے سے آتا ہے

بعض لوگ خوب حرام کما کر اِس کو رمضان کی برکت سمجھتے ہیں ، یہ سراسر جہالت ہے۔ بعض روایات میں اِس مہینہ میں نان ونفقہ میں وسعت وفراخی کرنے کا حکم آیا ہے چنانچہ ایک روایت میں ہے جَآءَ کُمْ شَهْرُ رَمَضَانَ الْمُبَارَکُ فَقَدِّمُوْا فِيْهِ النِّيَةَ وَوَسِّعُوْا فِيْهِ النَّفَقَةَ (کنزالعمال ج۸ ص۴۶۶) رمضان کا مبارک مہینہ آچکا ہے (تم اِس کے لیے نیت پہلے ہی سے درست کرلو اَور اِس مہینہ میں (اپنے اَور اپنے اہل وعیال کے جائز اَخراجات اَور) نان ونفقہ میں فراخی کرو۔ ایک اَور روایت کے الفاظ یہ ہیں : اِنْبَسِطُوْا فِي النَّفَقَةِ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ فَاِنَّ النَّفَقَةَ فِيْهِ كَالنَّفَقَةِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (جامع صغیر للسیوطیؒ) رمضان کے مہینے میں نان ونفقہ کے متعلق وسعت سے کام لو اِس لیے کہ اِس میں جائز نان ونفقہ وخرچہ ایسا ہے جیسا کہ اللہ کے راستہ میں خرچ کرنا۔

☆ اِس خطبہ میں یہ بھی فرمایا کہ ''روزہ افطار کرانا گناہوں کی مغفرت اَور دوزخ سے آزادی کا ذریعہ ہے نیز روزہ کھلوانے سے جس کا روزہ کھلوایا ہے اُس کے روزہ کے برابر روزہ کھلوانے والے کو ثواب ملتا ہے'' اَور پیٹ بھر کر کھانا کھلانا حوضِ کوثر سے جامِ کوثر نصیب ہونے اَور جنت ملنے کا ذریعہ ہے۔

☆ اِس خطبہ میں یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ ''رمضان المبارک کا اِبتدائی حصہ رحمت ہے، درمیانی حصہ مغفرت ہے اَور آخری حصہ جہنم سے آزادی کا وقت ہے''۔ بعض دُوسری روایات میں بھی یہ مضمون مختلف الفاظ کے ساتھ آیا ہے، ایک روایت میں ہے : اَوَّلُ شَهْرِ رَمَضَانَ رَحْمَةٌ وَوَسْطُهٗ مَغْفِرَةٌ وَآخِرُهٗ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ. (کنز العمال ج۸ ص۴۶۳) ''رمضان کا اَوّل حصہ رحمت ہے اَور اُس کا درمیانی حصہ مغفرت ہے اَور اُس کا آخری حصہ دوزخ سے آزادی ہے۔''

اِس کی راجح اَور دِل کو لگنے والی تشریح یہ ہے کہ رمضان شریف کی برکتوں سے فائدہ اُٹھانے والے بندے تین طرح کے ہوسکتے ہیں۔ ایک وہ متقی پرہیزگار لوگ جو ہمیشہ گناہوں سے بچنے کا اہتمام کرتے ہیں اَور جب کبھی اِن سے کوئی خطا اَور لغزش ہو جاتی ہے تو اُسی وقت توبہ و اِستغفار سے اُس کی صفائی اَور تلافی کر لیتے ہیں تو ایسے خاصانِ خدا پر تو شروع مہینے ہی سے بلکہ اِس کی پہلی رات ہی سے اللہ کی رحمتوں کی بارش ہونے لگتی ہے اَور وہ موردِ رحمت بن جاتے ہیں۔ دُوسرے وہ لوگ جو ایسے متقی اَور پرہیزگار تو نہیں ہیں لیکن اِس لحاظ سے بالکل گئے گزرے بھی نہیں ہیں تو ایسے لوگ جب رمضان کے اِبتدائی حصے میں روزوں اَور

دُوسرے اعمالِ خیر اَور توبہ و اِستغفار کے ذریعے اپنے حال کو بہتر اَور اپنے کو رحمت و مغفرت کے لائق بنا لیتے ہیں تو درمیانی حصہ میں اِن کی بھی مغفرت اَور معافی کا فیصلہ سنا دیا جاتا ہے۔ تیسرے وہ لوگ ہیں جو اپنے نفسوں پر بہت ظلم کر چکے ہیں اَور اُن کا حال بڑا اَبتر رہا ہے اَور اپنی بداعمالیوں سے گویا وہ دوزخ کے پورے پورے مستحق ہو چکے ہیں، وہ بھی جب رمضان کے پہلے اَور درمیانی حصے میں عام مسلمانوں کے ساتھ روزے رکھ کر اَور توبہ و اِستغفار کر کے اپنی سیہ کاریوں کی کچھ صفائی اَور تلافی کر لیتے ہیں تو آخیر عشرہ میں جو دریائے رحمت کے جوش کا عشرہ ہے اللہ تعالیٰ دوزخ سے اِن کی بھی نجات اَور رہائی کا فیصلہ فرما دیتے ہیں۔

اِس تشریح کی بناء پر رمضان المبارک کا اِبتدائی حصہ ''رحمت'' درمیانی حصہ ''مغفرت'' اَور آخری حصہ ''جہنم سے آزادی'' کا تعلق ترتیب وار اُمتِ مسلمہ کے اِن مذکورہ بالا تین طبقوں سے ہوگا۔ اِس ماہ کا ہر عشرہ خاص اہمیت کا حامل ہے چنانچہ پہلا عشرہ سراسر رحمت ہے، دُوسرا عشرہ دن و رات مغفرت کا عشرہ ہے اَور آخری عشرہ دوزخ سے آزادی کے لیے ہے، اِس لیے اِس ماہ کی دِل و جان سے قدر کریں اَور مذکورہ تمام فضائل حاصل کرنے کی فکر کریں ورنہ گیا وقت ہاتھ نہیں آتا، جو کچھ حاصل کرنا ہے جلدی کر لیں ورنہ آخرت میں پچھتانے سے کچھ نہ ہوگا۔

☆ رسول کریم ﷺ نے اِس خطبہ میں رمضان المبارک میں چار کاموں کے کرنے کی بڑی اہمیت کے ساتھ تاکید فرمائی ہے جو مبارک مہینہ کے دستور العمل کی حیثیت رکھتے ہیں، اِس لیے اِن کا اہتمام بہت ضروری اَور لازمی ہے، وہ چار کام یہ ہیں :

(۱) لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا وِرد رکھنا

(۲) اللہ تعالیٰ سے اپنی مغفرت مانگتے رہنا

(۳) جنت کا سوال کرنا

(۴) دوزخ سے پناہ مانگنا

پہلی چیز یعنی ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا وِرد'' یہ بہت ہی مبارک کلمہ ہے۔ ایک حدیث میں اِس کو تمام اَذکار سے اَفضل بتلایا گیا ہے اَور دُوسری اَحادیث میں اِس کے اَور بھی بڑے بڑے فضائل آئے ہیں۔ اِس کی فضیلت سمجھنے کے لیے اِتنا کافی ہے کہ نوے (۹۰) برس کا کافر و مشرک بھی اگر سچے دِل سے ایک بار یہ کلمہ پڑھ

لے تو وہ اُسی لمحہ گناہوں سے ایسا پاک وصاف ہو جاتا ہے جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے والا بچہ گناہوں سے پاک ہوتا ہے، یہ خدائے پاک کی بڑی رحمت ہے جو اُس نے اپنے بندوں پر بہت ہی عام فرما رکھی ہے اَور اِس کے پڑھنے کی عام اِجازت دے رکھی ہے۔ جب کافر و مشرک تمام گناہوں سے پاک ہوسکتا ہے تو مومن کو کیوں نفع نہ ہوگا؟ ضرور ہوگا اَور بے اِنتہا ہوگا۔ ایک حدیث میں اُمتیوں کو اِس کلمے کے ذریعے بار بار تجدیدِ ایمان کرتے رہنے کی تلقین کی گئی ہے اِس لیے چلتے پھرتے، اُٹھتے بیٹھتے اَور لیٹتے کثرت سے اِس کا وِرد رکھیں۔ ایک روایت میں ہے: " ذَاکِرُ اللّٰهِ فِیْ رَمَضَانَ مَغْفُوْرٌ لَّهٗ وَسَائِلُ اللّٰهِ فِیْهِ لَا یَخِیْبُ " (بیھقی، کنز العمال ج۸ ص ۴۶۴) "رمضان کے مہینہ میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے کی مغفرت کی جاتی ہے اَور اللہ سے سوال کرنے والا محروم نہیں ہوتا۔" حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ رمضان کے مہینے میں ایک تسبیح رمضان کے علاوہ ہزار تسبیح سے اَفضل ہے۔ (ترمذی)

دُوسری چیز "اللہ تعالیٰ سے اپنی مغفرت مانگنا" ہے۔ حضراتِ اَنبیاء علیہم السلام کے علاوہ کونسا بندہ ایسا ہے جس سے کوئی گناہ سرزد نہ ہو۔ رسول اللہ ﷺ کا اِرشاد ہے: "کُلُّکُمْ خَطَّاؤُوْنَ وَ خَیْرُ الْخَطَّائِیْنَ اَلتَّوَّابُوْنَ" (ترمذی، ابن ماجه) یعنی تم سب خطا وار ہو اَور اچھے خطا وار وہ ہیں جو توبہ و اِستغفار کرتے ہیں اِس لیے توبہ و اِستغفار کا معمول رکھا جائے، آسان استغفار یہ ہے: اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْهِ میں اللہ جل شانہٗ سے جو میرا پرودگار ہے ہر ہر گناہ سے معافی مانگتا ہوں اَور اُس کے سامنے توبہ کرتا ہوں۔ اَور صرف اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ پڑھنا بھی اِستغفار ہے اَور کافی ہے۔

تیسری چیز "جنت کا سوال" اَور چوتھی چیز "دوزخ سے پناہ" ہے۔ اِن دونوں باتوں کے بارے میں رحمتِ عالم ﷺ نے جو فرمایا وہ بالکل بجا ہے، واقعتاً یہ دونوں ایسی اہم ترین چیزیں ہیں کہ اِن کو مانگے بغیر کوئی چارۂ کار نہیں ہے اَور کوئی شخص اِن سے بے نیاز نہیں، جب دُنیا کی گرمی سردی کی سہار نہیں تو دوزخ کیسے برداشت ہوگی اَور جنت میں جائے بغیر کیسے سکون ملے گا؟ اِس لیے موقع بموقع دِل کی گہرائی سے جنت کا سوال کریں اَور دوزخ سے پناہ مانگیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اَور دوزخ کے عذاب سے بچائے۔ آمین۔

قسط : ٢

اِنسدادِ توہینِ رسالت قانون سے متعلق سوالوں کا تفصیلی جائزہ

﴿ جناب مولانا قاری محمد حنیف صاحب جالندھری، ناظمِ اَعلیٰ وفاق المدارس العربیہ ﴾

1860ء کے پاکستان پینل کوڈ کا سیکشن 295-C اِس بحث سے متعلق ہے۔ اِس لیے سیکشن 295-C کا مطالعہ ضروری ہے۔

295-C رسول پاک ﷺ کے بارے میں گستاخانہ کلمات کہنا

''اگر کوئی ایسے الفاظ لکھے یا بولے یا کسی بھی طرح اِن کا اِظہار کرے یا کسی بھی طرح بالواسطہ یا بلا واسطہ ایسا اِشارہ کنایہ کرے جس سے رسول پاک حضرت محمد ﷺ کی شان میں گستاخی کا پہلو سامنے آئے تو یہ جرم ہوگا جس کی سزا موت یا عمر قید ہوگی اِس کے ساتھ ساتھ جرمانہ بھی کیا جاسکتا ہے۔''

قرآنِ پاک کی بہت سی آیات اَور رسول پاک ﷺ کی اَحادیث سے توہینِ رسالت کی سزا موت ثابت ہے، لہٰذا قرآن و سنت اَور پاکستانی کی مقنّنہ نے معاملہ کی نزاکت کو محسوس کرتے ہوئے ''دانستہ اَور بدنیتی'' کے اِلفاظ استعمال کیے ہیں اَور کوئی عدالت دیے گئے نمونہ کے برعکس چارج شیٹ نہیں کر سکتی۔ اِس سے عدالتی کارروائی کے غلط اِستعمال کو روکنے کی خاطر دو طرح کی ضمانت حاصل ہوتی ہے۔ اَوّل اِس بات کا یقین حاصل کرنا کہ ملزم نے دانستہ طور پر جانتے ہوئے کہ جو وہ کر رہا ہے یہ جرم ہے، کیا۔ دُوسرے توہین کے جرم کی اَصل حقیقت کی چھان بین، Criminal Administration of Justice یہ دونوں اُصول عالمی طور پر نہ صرف تسلیم شدہ ہیں بلکہ یہ طریقہ کار بین الاقوامی معیار کے عین مطابق ہے۔

گستاخیِ رسول تمام اِلہامی مذاہب میں قابلِ سزا جرم ہے۔ یہ پروپیگنڈا کہ توہینِ رسالت کا قانون صرف پاکستان میں ہے اَور اِس کا مقصد ایک خاص طبقہ کو نشانہ بنانا ہے، مکمل طور پر بے بنیاد اَور غلط ہے۔

☆ اِسلامی ملک اَفغانستان میں توہینِ رسالت قابلِ سزا جرم ہے اَور اِس کی سزا ملکی قوانین کے تحت دی جاتی ہے جرمانوں سے لے کر پھانسی کے ذریعہ سزائے موت تک دی جاسکتی ہے۔

☆ آسٹریلیا کی مختلف ریاستوں، علاقوں، دولت مشترکہ آف آسٹریلیا میں گستاخی کی سزا دینے کا معاملہ یکساں نہیں ہے، کچھ حصوں میں گستاخی کرنا جرم ہے جبکہ دیگر میں اَیسا نہیں ہے۔ اِس سلسلہ میں آخری بار 1919ء میں مقدمہ چلایا گیا آسٹریلیا میں پینل کوڈ کی دوشقیں توہینِ رسالت کے متعلق ہیں۔

☆ بنگلہ دیش کے پینل کوڈ اَور دیگر مختلف قوانین کے ذریعے توہینِ رسالت کرنے اَور مذہبی جذبات کو مجروح کرنے کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے۔

☆ برازیل میں پینل کوڈ کی شق 208 کے تحت مذہبی شخصیات، اَعمال اَور عبادات کی کھلے عام توہین کرنا قابلِ سزا جرم ہے۔ اِس کی سزا ایک ماہ سے لے کر ایک سال تک قید یا جرمانہ ہوسکتی ہے۔

☆ کریمنل کوڈ آف کینیڈا کے مطابق بھی گستاخی یا توہین ایک جرم ہے مگر Chapter of right and freedom کو اِس پر فوقیت حاصل ہے۔ آخری بار اِس سلسلہ میں 1935ء میں کارروائی کی گئی۔

☆ ڈنمارک میں پینل کوڈ کا پیراگراف نمبر 140 توہین کے بارے میں ہے، یہ پیراگراف 1938 سے اِستعمال نہیں کیا گیا۔ جب ایک نازی گروپ کو یہود مخالف پروپیگنڈا پر سزا دی گئی تھی۔ 2004ء میں گستاخی سے متعلقہ کلاز کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی لیکن کثرتِ رائے سے اُسے مسترد کر دیا گیا۔

☆ مصر کی اکثریت سنی ہے، یہاں پر بھی توہینِ رسالت اَور مذہبی اِقدار کی توہین کے متعلق قانون موجود ہے۔

☆ بھارت کے اکثریتی مذہب ہندومت میں توہینِ رسالت کی سزا کا کوئی تصور نہیں مگر ہندوستان کے مسلم حکمرانوں نے یہ قوانین متعارف کروائے۔ 1860ء میں برطانوی اِستعمار نے یہ قوانین ختم کر دیے تاکہ مسیحی مشنریوں کو کھل کر کھیلنے کا موقع مل سکے۔ اِن دِنوں بھارتی پینل کوڈ کے سیکشن 295-A کے تحت نفرت آمیز تقاریر، کسی مذہب کی یا کسی شخص کے مذہبی اعتقاد کی توہین کی کوشش پر سزا دی جاتی ہے۔

☆ اِنڈونیشا میں کریمنل کوڈ کے آرٹیکل 156-A کے تحت دَانستہ طور پر سرِعام کسی مذہب کے خلاف جارحانہ، نفرت آمیز اَور توہین پر مبنی جذبات کے اِظہار یا مذہب کی توہین قابلِ سزا جرم ہے اَور اِس کی سزا زیادہ سے زیادہ پانچ سال قید ہے۔

☆ اِسرائیل میں پینل کوڈ کی شق 170 اَور 173 توہینِ رسالت سے متعلق ہیں۔ یورپی یونین کی کونسل آف یورپ کی پارلیمانی اسمبلی نے 29 جون 2007ء کو Strasboug توہین رسالت، مذاہب کی توہین، مذہب کی بناء پرکسی فرد یا گروہ کے خلاف نفرت اَنگیز گفتگو کے خلاف Recommendation 1805(2007) پاس کی ہیں۔

☆ اُردن میں اِسلام کی توہین، اِسلامی تعلیمات اَور مسلمانوں کی توہین اَور توہینِ رسالت جرم ہے جس کی سزا ایک سال تک قید اَور جرمانہ ہے۔

☆ کویت میں اِسلام اَور اِسلامی شخصیات کی شان میں گستاخی کی روک تھام کے لیے آئین سازی کی گئی ہے۔

☆ ملائشیا میں بھی مذہبی تعلیمات اَور شخصیات کی گستاخی ایک جرم ہے۔ اِس کی روک تھام تعلیم کے ذریعے اَور نشر و اِشاعت کی پابندیوں کے ذریعہ کی جاتی ہے۔ ملک کے کئی حصوں میں اِس جرم کی سزا شرعی عدالتوں کے ذریعہ دی جاتی ہے جبکہ کچھ حصوں میں ملائشیا کے پینل کوڈ کے مطابق بھی سزائیں دی جاتی ہیں۔

☆ ہالینڈ میں اَنبیائے کرام کی توہین کا قانون موجود ہے۔ ہالینڈ کے آئین کے آرٹیکل 147 کے تحت توہین کے مرتکب اَفراد کو تین ماہ قید یا 3800 یورو جرمانہ کی سزا دی جاسکتی ہے۔

☆ نائیجریا کے کریمنل کوڈ کے آرٹیکل 204 کے تحت توہینِ اَنبیاء کے مرتکب اَفراد کو سزا دی جاتی ہے جبکہ بعض ریاستوں میں شریعت کے مطابق مقدمات چلائے جاتے ہیں۔ قانون کے مؤثر اِستعمال کا اِختیار بھی متعلقہ عدالت کی ذمّہ داری ہے۔

☆ سعودی عرب میں اِسلامی قانون نافذ ہے۔ یہاں توہینِ رسالت کے مرتکب اَفراد کو موت کی سزا تک دی جاتی ہے۔ سزا کا فیصلہ ملکی مفتیان کی کونسل کرتی ہے۔ متحدہ عرب اَمارات میں توہین کی حوصلہ شکنی کے لیے نشر و اِشاعت کی مانیٹرنگ کی جاتی ہے۔ مسلمانوں کے لیے شرعی سزا اَور غیر مسلموں کے لیے عدلیہ کے اِختیارات اِستعمال کیے جاتے ہیں۔

☆ برطانیہ میں توہینِ رسالت خاص طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کے خلاف قانون موجود ہے، یہ قانون آخری بار 2007ء میں اُس وقت حرکت میں آیا جب ایک بنیاد پرست عیسائی گروپ

کرسچن وائس نے نجی طور پر BBC کے خلاف مقدمہ درج کروایا۔ یہ مقدمہ بی بی سی پر ایک پروگرام نشر کرنے پر چلایا گیا جس میں عیسائی عقیدے کے خلاف مواد شامل تھا۔

☆ یمن میں بھی توہینِ رسالت کا قانون موجود ہے، اِس قانون کے تحت توہینِ رسالت کے مرتکب اَفراد کو یمن میں نہ تو ہلاک کیا جا سکتا ہے نہ ہی اُن کو ملک بدر کیا جا سکتا ہے۔ جس شخص پر توہینِ رسالت کا اِلزام ہو اُس کا فیصلہ شریعت کے تحت کیا جاتا ہے اَور جرم ثابت ہونے پر مجرم کو موت کی سزا دی جا سکتی ہے۔ یہ قانون یہاں اَقلیتوں اَور حکومت مخالفین کے اِستعمال کرنے کا بھی اِلزام ہے۔

☆ اَمریکہ میں پہلے تو توہینِ رسالت کی سزا موت تھی مگر اَب یہ سزا ناپید ہو چکی ہے۔ اِسی طرح مذہبی توہین سائپرس، کروشیا، اسپین، فن لینڈ، جرمنی، گریس، آئس لینڈ، اِٹلی، لتھوینا، ناروے، ہالینڈ، پولینڈ، پرتگال، رُوس، سلواکیہ، سوئٹزرلینڈ، ترکی اَور یوکرائن میں بھی جرم ہے۔ (جاری ہے)

۞ ۞ ۞

بقیہ : شبِ براءت.......فضائل و مسائل

حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام اکیلے قبرستان گئے تھے اِس لیے اکیلے جائیں اَور صرف مرد جائیں عورتیں نہ جائیں، عورتوں کا قبرستان جانا جائز نہیں۔

بہتر ہے کہ شعبان کی ۱۳، ۱۴ اَور ۱۵ تینوں دِن کے روزے رکھ لیے جائیں اِنہیں ''اَیّامِ بِیض'' کہتے ہیں اَور اِن دِنوں میں روزہ رکھنے کا بہت ثواب ہے۔

اِس شب میں آتش بازی ہرگز نہ کی جائے اِس کا سخت گناہ ہے اَور یہ ہندوؤں کا کام ہے نہ کہ مسلمانوں کا۔ چراغاں نہ کیا جائے کیونکہ اَوّل تو یہ شریعت سے ثابت نہیں، دُوسرے اِس میں اِسراف ہے۔ بہت سے لوگ اِس شب میں بجائے عبادت کے حلوے مانڈے میں مصروف ہو جاتے ہیں، شریعت سے اِس شب حلوہ وغیرہ پکانے کا کوئی ثبوت نہیں۔ بہت سے لوگ مسجد میں اکٹھے ہو کر شور و غوغا کرتے ہیں اِس سے بچا جائے اِس کا سخت گناہ ہے، بہتر یہ ہے کہ نفلی عبادت خُفیہ کی جائے کہ دُوسرے کو پتہ نہ چلے، آنحضرت ﷺ اَور صحابہ کرامؓ اِس شب میں اِس طرح مسجد میں اکٹھے نہیں ہوتے تھے سب اپنے گھروں میں ہی عبادت کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سمجھنے اَور عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے، آمین۔ ۞ ۞ ۞

دینی مسائل

﴿ مسجد کے آداب واَحکام ﴾

✿ ✿ ✿

مسجد میں خوشبو اَور بدبو سے متعلق اَحکام :

مسئلہ : مسجد میں لوبان عود وغیرہ کی دھونی دینا اَور اگر کی بتیاں جلانا سنت ہے۔

مسئلہ : جس شخص نے کوئی بدبودار چیز کھائی ہو مثلاً کچا لہسن یا پیاز کھایا ہو اُس کو مسجد میں داخل ہونا اُس وقت تک مکروہ تحریمی ہے جب تک بدبو اپنے منہ سے دُور نہ کرے۔

مسئلہ : حقہ سگریٹ پینے والے اَور تمباکو نسوار کھانے والے کا بھی تمام چیزوں میں یہی حکم ہے، جب تک تمباکو اَور سگریٹ کی بدبو دُور نہ کرے مسجد میں داخل ہونا جائز نہیں۔

مسئلہ : جس شخص کے کپڑوں میں پسینہ کی بدبو یا کسی اَور چیز کی بدبو خوب رَچ بس گئی ہو جیسے مزدوروں کے کپڑوں میں ہوتی ہے تو جب تک وہ بدبودار کپڑے علیحدہ نہ کرے مسجد میں داخل ہونا جائز نہیں۔

مسئلہ : مسجد میں مٹی کا تیل جلانا جائز نہیں۔

مسجد کی صفائی سے متعلق اَحکام :

مسئلہ : مسجد میں نجاست کا داخل کرنا جائز نہیں اَور اِسی لیے ناپاک تیل کو مسجد میں جلانا جائز نہیں اگرچہ مسجد سے باہر اُس کا جلانا جائز ہے۔ اِسی طرح جس کے بدن پر نجاست لگی ہو اُس کو مسجد میں داخل ہونا جائز نہیں۔

مسئلہ : مسجد میں بچوں اَور پاگلوں کو جن سے مسجد کے ناپاک ہونے کا گمان غالب ہو مسجد میں لے جانا مکروہ تحریمی ہے اَور اگر مسجد کے نجس ہونے کا گمان غالب نہ ہو تو مکروہ تنزیہی ہے۔

مسئلہ : جوں، کھٹمل وغیرہ مار کر مسجد میں ڈال دینا مکروہ ہے۔

مسئلہ : مسجد میں پیشاب پاخانہ کرنا حرام ہے جبکہ اُس کو کسی برتن میں لیا جائے۔ اِسی طرح خون کا عطیہ بھی مسجد میں لینا حرام ہے۔

مسئلہ : مسجد میں وضو کرنا اَور کلی کرنا بھی ناجائز ہے اگرچہ مستعمل پانی کسی برتن اَور تسلے میں جمع کرتا رہے۔ اَلبتہ معتکف کے لیے جائز ہے کہ مسجد میں وضو کرے یا پیر دھوئے اَور مستعمل پانی کسی برتن میں اِس طرح سے جمع کرتا رہے کہ مستعمل پانی مسجد میں نہ گرے ورنہ اُس کے لیے بھی جائز نہیں۔

مسئلہ : مسجد میں جماع کرنا حرام ہے۔

مسئلہ : اگر مسجد کی چھت یا دیوار وغیرہ میں چمگادڑ یا کوکوئی پرندہ گھونسلہ بنالے تو اُس کا گرا دینا جائز ہے اَلبتہ اگر اَنڈے بچوں کے زمانے میں کچھ اِنتظار کرے تو بہتر ہے۔

مسئلہ : مسجد محلّہ میں جماعت نہ ہوتی ہو اَور آدمی کہنے سے بھی جمع نہ ہوتے ہوں تب بھی مسجد محلّہ کا یہی حق ہے وہاں نماز پڑھے اگرچہ تنہا پڑھے۔

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) زیرِ تعمیر مسجد حامدؒ کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے مجوزہ دَارالاقامہ (ہوسٹل) اَور درسگاہیں

(۳) اَساتذہ اَور عملہ کے لیے رہائش گاہیں

(۴) کتب خانہ اَور کتابیں

(۵) زیرِ تعمیر پانی کی ٹنکی کی تکمیل

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اَجر ہے۔

اَخبارالجامعہ

﴿ جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور ﴾

۲۷ رمئی کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب مولانا زبیر صاحب کی دعوت پر ختم بخاری شریف کے پروگرام میں شرکت کے لیے بصیر پور تشریف لے گئے جہاں آپ نے اَمر بالمعروف و نہی عن المنکر کے موضوع پر بیان فرمایا، بعداَزاں مولانا زبیر صاحب کے اِصرار پر جمعہ کی نماز بھی پڑھائی۔

۲۸ رمئی کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب جامعہ کے فاضل مولانا صولت صاحب کی دعوت پر مدرسہ کا سنگِ بنیاد رکھنے کے لیے باب للیانہ تشریف لے گئے۔

جامعہ مدنیہ جدید میں رجب المرجب کے پہلے عشرہ میں سالانہ اِمتحانات منعقد ہوئے۔

یکم رجب المرجب ۱۴۳۲ھ/۴ رجون ۲۰۱۱ء بروز ہفتہ جامعہ مدنیہ جدید میں ختمِ بخاری شریف کے موقع پر ایک تقریب کا اِنعقاد ہوا۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالحلیم صاحب چشتی دامت برکاتہم العالیہ نے بخاری شریف کی آخری حدیث پڑھا کر مختصر بیان فرمایا اَور اِختتامی دُعاء فرمائی۔

۶ رجون کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب جامعہ کے طالبعلم محمد اُسامہ صاحب کی دعوت پر ختمِ قرآن کی تقریب میں تشریف لے گئے جہاں آپ نے قرآن کی فضلیت کے موضوع پر بیان فرمایا۔

۱۱ رجون کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب جامعہ مدنیہ جدید کے پرانے خادم مولانا یعقوب صاحب کی بیٹی کا نکاح پڑھانے کے لیے بھٹہ چوک تشریف لے گئے۔

۱۲ رجون کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم العالیہ سے ملاقات کے لیے دِن کے دس بجے اِسلام آباد کے لیے روانہ ہوئے، تقریبًا تین بجے حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی رہائشگاہ پہنچے، قائد جمعیت نے حضرت صاحب کو دیکھ کر گلے لگایا اَور بے حد خوش ہوئے۔ مختصر ملاقات میں حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب نے حضرت صاحب مدظلہم کی خودکش حملوں میں محفوظ رہنے پر مبارک باد دیتے ہوئے نیک تمناؤں کا اِظہار کیا، اللہ تعالیٰ قائدمحترم کی ہمیشہ حفاظت فرماتے ہوئے عمر طویل عطاء فرمائے۔

وہاں موجود حضرت مولانا عبدالغفور صاحب حیدری مدظلہ کو سینٹ میں قائد حزب اِختلاف مقرر ہونے پر مبارکباد دی بعد اَزاں حضرت صاحب نے اِجازت چاہی اَور سخاکوٹ کے لیے روانہ ہو کر رات گیارہ بجے بخیریت وہاں پہنچے۔ تین دِن قیام کے بعد ١٥ جون کی شام بخیریت واپسی ہوئی، والحمد للہ۔

١٦ رجب المرجب ١٤٣٢ھ/ ١٩ جون ٢٠١١ء کو جامعہ مدنیہ جدید میں تقسیم اَسناد و دَستاد بندی کی تقریب منعقد ہوئی اَور اگلے روز سے جامعہ میں سالانہ تعطیلات ہوئیں۔

١٩ جون کو جامعہ مدنیہ جدید کی سالانہ تقسیم اَسناد و دَستار بندی کی تقریب میں بطورِ خاص کراچی سے جناب حافظ فرید احمد صاحب شریفی، جہلم سے فاضل جامعہ مولانا اَرسلان صاحب اَور اُن کے ہمراہ لاہور سے جناب بیدار یونس صاحب اَور گوجرانوالہ سے حضرت مولانا عبدالقدوس صاحب قارن مدظلہم تشریف لائے۔

٢٩ رجب المرجب ١٤٣٢ھ/ ٢ جولائی ٢٠١١ء کو امتحانی مرکز جامعہ مدنیہ جدید میں وفاق المدارس کے سالانہ اِمتحانات ہوں گے جس میں کل 403 طلباء شرکت کریں گے۔

٢٥ جون بروز ہفتہ صبح دس بجے حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب جامعہ مدنیہ جدید سے ضلع اَٹک کے لیے روانہ ہوئے اَور سہ پہر چار بجے حضرت مولانا اَمان اللہ صاحب کے گھر ضلع اَٹک تشریف لے گئے اَور مولانا اَمان اللہ صاحب کو تسلی دیتے ہوئے اُن کے بیٹے حافظ اُسید اللہ مرحوم کی تعزیت کی۔

مولانا اَمان اللہ خان صاحب سے رُخصت ہونے کے بعد مولانا نورالامین صاحب فاضل جامعہ کی خواہش پر رات دس بجے حویلیاں ضلع اَیبٹ آباد پہنچے اَور رات کا قیام کیا۔

اگلے روز دوپہر دو بجے مفتی محمد آصف صاحب مہتمم جامعہ اَبو بکرؓ کی دعوت پر اُن کے مدرسہ میں تشریف لے گئے جہاں آپ کا مختصر اَور جامع بیان ہوا اَور دُعا کے بعد واپس قیام گاہ پہنچے، شام چھ بجے حویلیاں سے لاہور کے لیے روانگی ہوئی اَور تقریباً رات کے دو بجے جامعہ مدنیہ جدید بخیریت واپسی ہوئی، والحمد للہ۔

٢٧ جون کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب قاری مہتاب الدین صاحب کی دعوت پر مدرسہ جامعہ عثمانیہ للبنات کوٹ مہتاب خان میں ختم بخاری کے لیے تشریف لے گئے۔

٢٨ جون کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب مولانا عقیل صاحب کی دعوت پر جامعہ اِسلامیہ نزد سگیاں پل کی تقسیم اِنعامات کی سالانہ تقریب میں شرکت کی غرض سے تشریف لے گئے۔

۞ ۞ ۞

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامدؒ

کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانیٔ جامعہ حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلب ِسڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا۔ جہاں الحمد للہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ جامعہ اَور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی۔ اِس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اَور اپنے عزیزو اَقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اَندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر دس ہزار روپے لاگت آئے گی، حسب ِاستطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اَراکین اَور خدام خانقاہِ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

1۔ سیّد محمود میاں ''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

فون نمبر : 35330310 - 42 - 92+ - 35330311 - 42 - 92+

2۔ سیّد محمود میاں ''بیت الحمد'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

فون نمبر : 37726702 - 42 - 92+ فیکس نمبر 37703662 - 42 - 92+

موبائل نمبر 4249301 - 333 - 92+ V فون نمبر : 36152120 - 42 - 92+

جامعہ مدنیہ جدید کا اکاؤنٹ نمبر 0-7915 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ (0954) لاہور (آن لائن)

مسجد حامد کا اکاؤنٹ نمبر 1-1046 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ (0954) لاہور (آن لائن)